جملہ حقوق غیر محفوظ

نام کتاب : بحیثیت مسلمان میں تمہیں کیا دے سکتا ہوں؟

مصنف : مولانا غیاث احمد رشادی

صفحات : ۴۰

تعداد اشاعت : ایک ہزار

سنۂ اشاعت : ۲۰۰۱ء

کمپیوٹر کمپوزنگ : محمد احمد الدین، رشادی کمپیوٹر سنٹر، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ

قیمت : Rs.10/-

ناشر : مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر اسوسی ایشن، رجسٹرڈ ۶۷۵
16-9-408/P/45، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد۔36

ملنے کے پتے

۱) مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر اسوسی ایشن، رجسٹرڈ ۶۷۵
16-9-408/P/45، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد 36، انڈیا۔
فون:30909889، ای۔میل:maktabasabeelulfalah@yahoo.com

۲) کلاسیکل آٹو موٹیو 324، CMH Road اندرا نگر، بنگلور

۳) حسابی بک ڈپو، مچھلی کمان، حیدرآباد

۴) دارالکتاب، گن فاونڈری، عابڈس، حیدرآباد

۵) ہندوستان پیپر ایمپوریم، مچھلی کمان، حیدرآباد

۶) رشادی بک ڈپو، مسجد باگ سوار، میجسٹک، بنگلور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وجہ کیا ہوئی؟

آج کا یہ دور تحقیق و ریسرچ کا دور ہے، علم کا سیلاب اُمڈ رہا ہے، فن چاروں جہات سے ابھر رہا ہے، ہر شعبہ اپنے اپنے اعتبار سے ترقی کی راہ پر گامزن ہے، جنرل معلومات کے خزانے ہر مرد و عورت بچے اور بوڑھے کے ذہن میں محفوظ ہیں، ایک ایسے دور میں کوئی مسلمان ایسا تو نہیں کہ جسکو اسلام و ایمان، مؤمن اور مسلمان ہی کے معنی معلوم نہ ہوں؟ ''اسلام'' یہ ایک عربی لفظ ہے یہ سلم سے نکلا ہوا لفظ ہے اور سلم سلامتی کو کہتے ہیں، اور ایمان امن سے ماخوذ ہے اور امن فساد و بگاڑ کی ضد کو کہتے ہیں، اسلام اور ایمان دونوں ایک ہی چیز ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ اسلام کا تعلق انسان کے ظاہر سے ہے اور ایمان کا تعلق انسان کے باطن سے ہے، اور جو اسلام اور ایمان کے دائرہ میں آجاتا ہے اسی کو مومن و مسلمان کہتے ہیں، اسکا مطلب یہی نکلا کہ حقیقی مومن سلامتی اور امن کا حامل ہوتا ہے، وہ دنیا میں سلامتی اور امن کا پیغام پہنچاتا ہے اور اپنی زبان اور اپنے ہاتھ کو ذریعہ بناتا ہے کہ اس زبان اور ہاتھ سے دنیا کے لوگ چاہے وہ اپنے ہوں یا پرائے، رشتہ دار ہوں یا غیر رشتہ دار، اہل وطن ہوں یا پردیسی، غریب ہوں یا امیر، مسلمان ہوں یا غیر مسلم، ہم خیال ہوں یا کوئی اور، مومن و مسلمان کا یہی طرۂ امتیاز ہے کہ وہ سلامتی کا سرچشمہ اور امن کا پیغامبر ہوتا ہے۔

ہر مومن و مسلمان کو ہونا تو یہی چاہئے لیکن دنیا کا دستور ہے کہ کسی بھی قوم کا ہر فرد شریف نہیں ہوتا ہے، یہ دنیا ہے اور دنیا کا فطری نظام ہے کہ جنگل کا ہر درخت پھل نہیں دیتا اور درخت کا ہر پھل مزیدار اور میٹھا نہیں ہوتا، بالکل اسی طرح ہر قوم میں اخیار (اچھے) بھی ہوتے ہیں اور اشرار (برے) بھی ہوتے ہیں۔

اس فطری نظام کو پیش نظر رکھتے ہوئے دنیا کے ہر انسان کو سوچنا چاہئیے کہ اگر مسلمانوں کا کوئی فرد مسلمانوں کی کوئی چھوٹی سی ایک جماعت یا تنظیم سلامتی اور امن کی راہ سے ہٹ جاتی ہے تو سارے ہی مسلمانوں پر کوئی نا مناسب لفظ نہیں تھوپا جائیگا، اسلام نے ہر ایک کو سلامتی کا درس دیا ہے، اب اگر کوئی مسلمان سلامتی کی اس روش کو فراموش کر دے تو اسکا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ سارے ہی مسلمان ایسے ہیں۔

ہم نے ایک نئے موضوع کا انتخاب کیا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے سارے انسانوں کیا دے سکتا ہے، اسلام نے مسلمانوں کو کن تعلیمات سے نوازا ہے جن تعلیمات کی کشش کے ذریعہ وہ دنیا کے سارے انسانوں کو اسلام کی طرف کھینچ سکتے ہیں، مجھے اس موضوع پر لکھنے کا احساس اس وقت ہوا جب میری ملاقات بنک ابوظبی الاسلامی شارجہ کے مینجر محترم جناب مسعود صاحب سے ہوئی، وہ میری تصنیفات وتالیفات سے بے حد متاثر ہوئے اور مجھ سے درخواست کی کہ ایک ایسی مختصر سی کتاب لکھی جانی چاہیئے جس میں ایک مسلمان کا پیغام پوری انسانیت کیلئے ہو اور دنیا میں اسلام یا مسلمانوں سے متعلق جو شکوک اور بدظنی پھیلی ہوئی ہے اسکا ازالہ ہو، ایک حقیقی مسلمان کا تعارف گویا اس میں آ جائے چونکہ یہ موضوع میرے لئے نیا ہے، میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ اس موضوع کے ساتھ انصاف کر سکوں، میں اپنی علمی کمزوری کا اعتراف کرتے ہوئے رب ذوالجلال کی تائید غیبی پر اعتماد و یقین رکھتے ہوئے اس کام کا آغاز کر رہا ہوں مجھے خود پتہ نہیں کہ اس کتاب کی شکل کیا ہوگی؟ اللہ تعالیٰ میرے دل ودماغ کو کھول دے اور اس کتاب کو نافع بنا دے آمین۔

غیاث احمد رشادی

میں کون ہوں؟

میں سوچتا ہوں کہ میں کون ہوں؟ دنیا میں مختلف چیزیں مختلف کردار ادا کر رہے ہیں، آسمان پانی برسا رہا ہے، زمین اپنے اندر پانی کو جذب کر رہی ہے، پہاڑ زمین کو حرکت کرنے سے بچا رہے ہیں، سورج پوری دنیا کو روشن کر رہا ہے، رات کی تاریکی پورے انسانوں کو میٹھی نیند سلا رہی ہے، درخت اپنے پھلوں سے دوکانوں، منڈیوں اور بازاروں کو بھر رہے ہیں، کھیتیاں مختلف قسم کے اناج مارکیٹ کی طرف بھیج رہے ہیں، گائے اور بھینس اپنے دودھ سے انسانوں کو قوت وطاقت پہنچا رہے ہیں، شہد کی مکھیاں دنیا کے انسانوں کو قوت اور صحت بخش غذا فراہم کر رہی ہیں، اونٹ گھوڑے اور گدھے انسانوں کا بوجھ اپنے اوپر لاد رہے ہیں، بے جان سڑکیں لاکھوں کروڑوں انسانوں کو منزل تک پہنچا رہی ہیں، زو کے مختلف جانور تفریح کرنیوالے انسانوں کو خوشی اور لطف کا سامان فراہم کر رہے ہیں، سمندر کی مچھلیاں تڑپ تڑپ کر اور اپنی جان دیکر ہزاروں انسانوں کا لقمہ بن رہی ہیں، گھنے اور بڑے درخت راستوں کے دونوں کناروں میں اپنی جڑوں پر کھڑے ہوکر لاکھوں راہ گیروں کو سایہ دے رہے ہیں، چراغ اور موم بتیاں جل جل کر ہمیں روشنی دے رہی ہیں، ان سب چیزوں نے اپنے اپنے کمالات اور اپنی اپنی لیاقت وقابلیت سے دنیا کو سب کچھ دیا۔

آخر میں بھی تو ایک اللہ کی مخلوق ہوں، آخر مجھے بھی تو کچھ دینا چاہئیے، جب شعور اور عقل، ہوش وہواس، علم وفن سے محروم مخلوقات نے یہاں تک کہ بے جان چیزوں نے تک دوسروں کو فائدہ پہنچایا ہے تو میں تو تمام مخلوقات میں بہتر مخلوق ہوں، مجھے تو ساری مخلوقات پر فضیلت اور برتری حاصل ہے اگر میں آسمان کی طرح نفع نہ پہنچاؤں، زمین کی طرح فیاض اور سخی نہ ہوجاؤں، شہد کی مکھی کی طرح مٹھاس نہ پہنچاؤں، درختوں کی طرح لوگوں کے نفع کا ذریعہ نہ بنوں، گائے اور بھینس کی طرح فائدہ نہ پہنچاؤں تو پھر یہ ساری

مخلوقات مجھ کو کیا کہیں گی ؟۔

اگر میں نے لینا سیکھا دینا نہیں تو بارش برسانے والے بادل کیا کہیں گے کہ ہم بادل ہو کر دیتے ہیں تو انسان ہو کر نہیں دیتا، اگر میں نے دنیا کو تاریکی اور اندھیرا پہنچایا تو چراغ اور دنیا کی یہ بے جان بجلی مجھ سے کہے گی کہ ہم بے جان ہو کر تجھ سے بہتر ہیں ہم خود گھل کر اور جل کر تجھے روشنی دیتے ہیں تو نے دوسروں کو کیا دیا؟ اگر میں نے لوگوں کو آزردہ اور مایوس کر دیا تو امیدوں کی کرنیں لیکر آنے والا سورج کیا کہے گا کہ اے انسان تجھ سے تو میں بہتر ہوں کہ میں امید کی کرن لاتا ہوں اور تو مایوسی اور اداسی کی جھلک لے کر آتا ہے۔

اگر میں اپنی بدزبانی سے نیم کے درخت کی طرح دوسروں کو کڑواہٹ پہنچاتا ہوں تو پھر مجھے شہد کی اس مکھی سے سبق حاصل کرنا چاہیے جو ہمیشہ اپنے اندر سے مٹھاس کا مادہ پیدا کرتی ہے، اگر میں بھونڈی آواز سے دوسروں کو تکلیف پہنچاتا ہوں تو مجھے ان پرندوں کو یاد کرنا چاہیے جن پرندوں کی سریلی آواز سے دنیا کے لوگ لطف حاصل کرتے ہیں؟ اے انسان! تیری آواز سے لوگوں کو وحشت ہو اور بے عقل پرندوں کی آواز سے لوگوں کو خوشی سکون اور راحت ملے یہ تیرے لئے ڈوب مرنے کی بات ہے۔

گری ہوئی چیزوں کو کرین اٹھاتی ہے، اے انسان! تو اتنا نادان اور ظالم ہے کہ گرے ہوئے لوگوں کو اٹھانے کے بجائے کھڑے ہوئے لوگوں کو گرانے کی فکر کرتا ہے، وہ بے جان کرین تجھ سے بہتر ہے، ایک اچھی گاڑی ایک خراب گاڑی کو کھینچ کر کارخانہ تک لیجاتی ہے، اے وہ انسان! جو تمام انسانوں میں انسان شمار کیا جاتا ہے بتا تو نے کتنے خراب انسانوں کو اچھائی کی طرف کھینچا اور انہیں عزت اور کامیابی کی راہ بتائی، درخت تیر خاطر خود کٹتا ہے اور تیرے خاطر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر میز، کرسی اور مسہری کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، ذرا یہ بھی بتا کہ تو نے دوسروں کے خاطر اپنے آپ کو کتنی تکلیف پہنچائی، تجھے ان پاکیزہ نفوس (صحابہ کرامؓ) کی زندگی پر بھی تو غور کرنا چاہیئے کہ زندگی کی آخری گھڑی میں پیاس کی شدت میں اپنی پیاس سے زیادہ قریب میں سوئے ہوئے اس

پیاسے کی فکر ہے اور خود پیاسا ہی مرنے کو تیار ہے مگر اپنے پڑوس میں سوئے ہوئے انسان کو پیاسا رکھنا گوارا نہیں ۔ یہ ہے اسلام جس نے نفع رسانی کا یہ پیغام ہر مسلمان کو دیا۔

میں سوئی ہوں قینچی نہیں

قدرت نے ہر قسم کی چیزیں بنائی ہیں، اسی نے پھول بنائے جس سے راحت ملتی ہے، اسی نے کانٹے پیدا کئے جو جسم کو لہولہان کر دیتے ہیں، اسی نے دن کی روشنی پیدا کی جسکے ذریعہ انسان معاشی مسائل حل کرتا ہے، اسی نے رات بنائی جسکی تاریکی میں انسان اپنی غلطی سے گڑھے میں گر سکتا ہے، اسی نے ہوا اور پانی پیدا کیا جس پر انسان کی زندگی کی بنیاد ہے، اسی نے سانپ اور بچھو پیدا کئے جسکی مار اور ڈنک سے انسان موت کے منہ میں چلا جاتا ہے، اسی نے زہر کو پیدا کیا جس سے آدمی موت کا شکار ہو جاتا ہے، اسی نے تریاق پیدا کیا جسکے ذریعہ زہر کا اثر ختم ہو جاتا ہے قدرت نے قینچی بھی پیدا کی ہے جو ہر چیز کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے جڑی ہوئی چیزوں کو جدا کرنا ایک کو دس اور دس کو سو بنانا اسی کا کام ہے اور اسی قدرت نے سوئی بھی بنا دی جو سو کو دس اور دس کو ایک بنا دے، کٹی ہوئی چیزوں کو جوڑ دے اور بکھری ہوئی اشیاء کو یکجا کر دے۔

قینچی اور سوئی کے درمیان میں انسان کو اللہ نے بھیجا ہے، اب یہ انسان یا تو سوئی کا کردار ادا کرتا ہے یا قینچی کا کردار ادا کرتا ہے مگر مسلمان کی شان عالی یہ ہے کہ وہ کٹے ہوئے انسانوں کو جوڑتا ہے اور سوئی کا کردار ادا کرتا ہے ، یہ دنیا پوری کی پوری کٹی ہوئی تھی، رومی فارسی کا چہرہ دیکھنے کیلئے تیار نہیں تھا، عربی عجمی کی صورت دیکھنے کیلئے تیار نہ تھا، ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کے کسی فرد کو برداشت کرنے کیلئے آمادہ نہ تھا، ایک امیرزادہ دوسرے امیرزادہ سے، ایک رئیس دوسرے رئیس سے کٹا ہوا تھا، اس زمانہ کی ہر صبح اور شام قینچی کے کردار سے آراستہ تھی۔

اسلام آیا، رحمت کا پیام لے آیا، محبت وانس کا ماحول لے آیا، نبی رحمت ﷺ نے اس

قینچی کو ڈبے میں رکھ دیا اور اس سے کہہ دیا کہ اب کترنے اور کاٹنے کا کام بند کرو، ہم ایک ایسی شریعت اور ایک ایسا دستور لیکر آئے ہیں جس میں سوئی کا کردار ہے، آپ ﷺ نے محبت والفت کی سوئی سے ہر کٹے ہوئے انسان کو دوسرے سے جوڑا، اب سلمان فارسی بھی وہیں ہیں صہیب رومی بھی وہیں ہیں، بلال حبشی بھی وہیں ہیں طفیل دوسی بھی وہیں ہیں، سارے قبیلوں کے افراد وسردار ایک ہی گھر میں بغیر کسی امتیاز کے کھڑے ہیں۔

حضرت شیخ فریدالدین شکر گنجؒ کے زمانہ میں ایک مرید انکے ہاں آئے اور اپنے علاقے کی مشہور ومعروف قینچی لیکر حضرت کی خدمت میں پیش کیا اور کہا کہ میں فلاں علاقہ سے آرہا ہوں وہاں قینچی کی صنعت معروف ہے، میں آپ کیلئے ایک قینچی تحفہ میں لے آیا ہوں، حضرت نے جو جواب دیا وہ بڑا قیمتی جواب تھا، فرمایا ہمارے یہاں قینچی کا کام نہیں ہوتا ہمارے یہاں تو سوئی کا کام ہوتا ہے۔

اے مسلمان! تو اب فیصلہ کر کہ دنیا میں تجھے قینچی کا نہیں بلکہ سوئی کا کردار ادا کرنا ہے کٹے ہوے انسان تیرے پیاسے ہیں تجھ پر ساری دنیا کی نظریں ہیں کہ تو کب سوئی بن کر ان سب کو ایک کرنے کی فکر کرے گا۔

مجھے اپنی غفلت کا احساس ہے

میں صرف اپنے اس بھائی کا خیر خواہ نہیں ہوں جو اسلام کا کلمہ اپنی زبان سے پڑھتا ہے بلکہ میں ہر اس انسان کا خیر خواہ اور بہی خواہ ہو جسکو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی فطرت پر پیدا کیا اور ماحول اور غلط تربیت نے اسکو اس پیارے دین سے محروم کر دیا۔

میں کسی ایسے انسان کو دیکھتا ہوں جسکا دل ایمان کے نور اور اسلام کی فکر سے نا آشنا ہے اور اس دل میں ابھی مذہب اسلام کی صداقت کا یقین نہیں آیا ہے تو میں پہلے اس شخص کو برا نہیں کہوں گا، میں اسکو قصور وار نہیں گردانوں گا بلکہ پہلے میں اپنے آپ کو قصور وار قرار دوں گا اس لئے کہ جس پاک مذہب کی ہدایت اللہ تعالیٰ نے مجھے

عطا فرمائی میرے دل میں کبھی یہ خیال تک نہ آیا کہ اس آفاقی پیغام حق کو میں اس شخص کے کانوں تک تو پہنچادوں، میرے اختیار میں صرف کانوں تک اس آوازحق کا پہنچا دینا ہے اورجس رب پر میرایقین ہے وہ اتنی قدرت والا ہے کہ وہ میری اس آوازحق کوجسکو میں نے اس شخص کے کانوں تک پہنچادیا ہے وہ انکے دلوں تک پہنچادے گا، اور جب اسکے دل تک بات پہنچے گی تو میری وہ تمنائیں اورآرزوئیں پایہ تکمیل کوپہنچ گئیں جن تمناؤں اورآرزوں کولے کر میں نے اپنا قدم اٹھایا تھا۔

اے اللہ! خود مجھے حقیقی مومن ومسلمان بنادیجئے تاکہ میری ایمانی قوت دوسروں کے ایمان کے آغاز کاذریعہ بن جائے، میں اپنے ان دینی بھائیوں سے یہی کہوں گا کہ میں نے اورتم نے اپنے اوراپنے مسلمان بھائیوں کے ایمان کی فکرکی، کیا ہمارے ذمہ ان انسانوں کی ہدایت کی فکرکی کوئی ذمہ داری نہیں ہے جوایمان واسلام سے محروم جہنم کی آگ کی طرف جارہے ہیں، کیا مجھے اورتمہیں ان انسانوں سے اتنی بھی ہمدردی نہیں کہ انہیں جہنم کی آگ میں گرنے سے روک دیں، اگرکوئی کفروشرک کی زندگی گزاررہا ہے تو یقیناً اسکی عقل کا فتوراوراسکے دماغ کا قصور ہے لیکن اس سے بڑھکر ہمارا قصور یہ ہے کہ ہم نے پانی کے پیاسے کو پانی پلایا مگرایمان کے پیاسوں کوایمان کا جام نہیں پلایا، ہم الزام ان پہ دھرتے ہیں قصور اپنا نظر آیا۔

تمہاری بدگمانی کی وجہ ہم ہیں

اے انسانو! تم نے اپنے مذہب کے دائرہ میں رہکر مجھے بحیثیت مسلمان دیکھا اورمیرے اعمال، میرے عادات واطوار، میرے اخلاق وکردار کو دیکھکر تم نے یہ سمجھ لیا کہ یہی اسلام ہے، تم نے مجھے کسی وقت جھوٹ بولتے ہوئے دیکھ لیا تو تم سمجھ گئے کہ مسلمان جھوٹے کو کہتے ہیں، تم نے مجھے چوری کرتے ہوئے دیکھ لیا تم نے سمجھا کہ مسلمان چور ہوتا ہے، تم نے میرے ہاتھوں میں ہتھکڑی دیکھی اور سمجھا کہ مسلمان مجرم ہوتا ہے، تم

نے مجھے دھوکہ دیتے ہوئے دیکھا تم نے سمجھا کہ مسلمان دھوکہ دینے والا ہوتا ہے، تم نے مجھے بیہودہ بکتے ہوئے دیکھا تم نے سمجھا کہ مسلمان بیہودہ بکنے والا ہوتا ہے، تمہاری اس غلط فہمی یا بدگمانی کا ذریعہ میں خود ہوں، اگر میں چوری نہ کرتا تو تم مسلمان کو نیک سمجھتے، اگر میں جھوٹ نہ بولتا تو تم مسلمان کو سچا آدمی تصور کرتے، اگر میرے ہاتھ میں ہتھکڑی نہ ہوتی تو تم مسلمان کو شریف اور سنجیدہ آدمی سمجھتے، اس میں میرا بھی اپنا بہت بڑا قصور ہے، مجھے چاہیے تھا کہ میں بحثیت مسلمان تمہارے دل میں اچھا تاثر چھوڑتا، اپنے اخلاق سے تم کو بتاتا کہ میں مسلمان ہوں، اپنے عادات سے تم کو بتاتا کہ میں مسلمان ہوں، اپنی سچائی، امانت داری، صاف گوئی اور انصاف سے بتاتا کہ میں مسلمان ہوں۔

آج مجھے میرا ماضی رلا رہا ہے، میں اپنے ماضی سے نہ صرف نادم اور شرمندہ ہوں بلکہ آئندہ کیلئے میں اپنے پروردگار کے حضور معافی مانگتے ہوئے توبہ کرتا ہوں اور ساتھ ہی اقرار بھی کرتا ہوں کہ میں آئندہ اپنے آپکو واقعی مسلمان ظاہر کروں گا، میرا سب سے بڑا جرم یہی ہے کہ میں نے اپنے برے اعمال، برے اخلاق اور برے کردار اور برے عادات سے اپنے آپ کو نہیں بلکہ میں نے اسلام جیسے مقدس اور پاکیزہ مذہب کو بدنام کیا ہے۔

میں ان سارے انسانوں کے سامنے شرمندہ ہوں جنہوں نے مجھ کو مسلمان ہوتے ہوئے اسلام کی خلاف ورزی کرتے دیکھا ہے۔

یہ میرا دین نہیں سب کا دین ہے

میں بحثیت مسلمان اس حقیقت کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جن انبیاء کرام کو رب ذوالجلال نے نبی اور رسول بنا کر بگڑی ہوئی انسانیت کیلئے بھیجا ان انبیاء کو انکے اپنے اپنے علاقہ کی طرف رہنما اور رہبر بنا کر بھیجا، اور آخری اور مکمل شکل میں جو دین نبی رحمت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوا، یہ ساری دنیا کے انسانوں کیلئے تھا، مذہب و ملت کے

امتیاز کے بغیر، رنگ ونسل کے تفاوت کے بغیر، زبان اور علاقہ کے فرق کے بغیر ہر جگہ اور ہر زمانہ کیلئے اس دین کو نازل کیا گیا۔

کسی مسلمان یا غیر مسلم کے ذہن میں ہرگز یہ بات نہ آئے کہ یہ اسلام مسلمانوں کا مذہب ہے، ہرگز نہیں! یہ پوری انسانیت کی مشترکہ میراث ہے، یہ صرف مسلمانوں کا دین نہیں بلکہ یہ پوری کائنات کا دین ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام کے دروازے میں داخل ہونے کیلئے کوئی ایسا دربان مقرر نہیں ہے جو کسی غیر مسلم کو اس دروازے میں داخل ہونے سے روکے بلکہ ہر مسلمان ہر اس شخص کو جو اسکا بھائی بننا چاہتا ہے خوش آمدید (Welcom) کہتا ہے۔

جس وقت دنیا کے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا گیا تو اس وقت یہی بات کہی گئی قلنا اھبطوا منھا جمیعا فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلاخوف علیھم ولا ھم یحزنون(۳۹ البقرۃ) تم سب زمین پر اتر جاؤ اگر ہماری طرف سے ہدایت آئے تو جس نے اس کی پیروی کی اس کے لئے کسی رنج اور خوف کا موقع نہیں۔

دنیا کے پہلے انسان سے لیکر قیامت کے دن تک کے پیدا ہونے والے آخری انسان تک کیلئے یہ دین بھیجا گیا ہے۔ کوئی مسلمان اس مذہب کو صرف اپنا مذہب نہ سمجھے اور کوئی غیر مسلم اس مذہب کو دوسروں کا مذہب نہ سمجھے، یہ مذہب سب کا مذہب ہے یہی وجہ ہے کہ ہر انسان کیلئے مذہب اسلام کے دروازے ہر لمحہ نہ صرف کھلے ہوئے ہیں بلکہ دعوت دے رہے ہیں کہ آؤ اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

اے انسانو! تم صرف مسلمانوں کے عادات واخلاق کو دیکھ کر مذہب کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش مت کرو ''جہاں گھوڑے ہوتے ہیں وہاں گدھے بھی ہوتے ہیں'' ہر مذہب کا ہر فرد اچھا نہیں ہوتا یا ہر مذہب کا ہر فرد برا بھی نہیں ہوتا، ہر مذہب میں اچھے بھی ہوتے ہیں برے بھی ہوتے ہیں، اگر کوئی مسلمان بدکار رہے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ

سارا اسلام ہی برائی کا حامل ہے۔

مذہب کی صداقت اور حقانیت کیلئے مذہبی لٹریچر اور مذہبی تعلیمات اور مذہب کے وہ متقی افراد جو واقعی اس مذہب کو اپنائے ہوئے ہیں انہیں دیکھ لینا ہی کافی ہے۔

ہم دونوں انسان تو ہیں

میں بحیثیت مسلمان یہ کہوں گا کہ میں مسلمان ہوں اور تم کسی دوسرے مذہب کے پرستار ہو، تو بات واضح ہے کہ میں مسلمان ہوں تم مسلمان نہیں لیکن محض میں اور تم کے اس جملہ کی وجہ سے میں اور تم جدا اور الگ نہیں ہو جاتے، اگر ہم دونوں کے دونوں مسلمان نہیں ہیں تو کیا ہم دونوں انسان بھی نہیں ہیں؟ اگر ہم ایک اعتبار سے ایک نہیں تو کم از کم دوسرے اعتبار سے (یعنی انسان ہونے کے اعتبار سے) تو ایک ہیں، جب میں بھی انسان اور تم بھی انسان تو فطری طور پر ہم دونوں کو ایک دوسرے سے انس ومحبت تو ضرور ہی ہوگی اس لئے کہ انسان اسکو کہتے ہیں جس میں دوسرے انسان سے انس ومحبت ہوتی ہے۔

اسی انسان دوستی کا تقاضا ہے کہ میں تمہاری بھلائی چاہوں، اگر مجھے ایک چیز مل رہی ہو اور وہ چیز تمہیں نہیں مل رہی ہے اور مجھے یقین ہے کہ جس راستہ پر تم ہو اس راستہ کی منزل پر وہ چیز تمہیں نہیں ملے گی تو پھر میری آرزو اور تمنا یہ ہوگی کہ میں یہ چاہوں گا کہ تم کو بھی وہی چیز مل جائے، اسلئے اس حقیقت کو سنو اور پروردگار نے جو دل ودماغ تمہیں عطا کیا ہے اسکو استعمال کرو کہ ہر اچھے کام کا اچھا انجام ہوتا ہے اور ہر برے کام کا برا انجام ہوتا ہے، ہر کام کا صلہ فوراً ملنا بھی ضروری نہیں کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جنکا صلہ مدتوں بعد ملتا ہے۔

میں اب تمہیں بحیثیت مسلمان یہ بات ضرور کہوں گا کہ ہماری اس ساٹھ ستر سالہ زندگی میں ہم جو بھی اچھا کام کریں گے، اچھا عقیدہ اپنائیں گے، اچھے اخلاق اختیار

کریں گے، صاف وشفاف معاملات رکھیں گے، پاکیزہ معاشرتی زندگی اپنائیں گے تو ہمارا پروردگار ہمیں ایک ایسی جنت عطا فرمائے گا جس کی صحیح تصویر کشی اس زندگی میں ناممکن ہے۔میرے دوست! جس طرح ماں کے پیٹ میں رہنے والے بچے کو دنیا اور دنیا کی کشادگی اور وسعت نہیں سمجھائی جا سکتی اسی طرح دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی کشادگی اور آخرت کی حقیقت کو سمجھنا مشکل ضرور ہے، میں دل کی گہرائی سے یہ پیغام تمہیں دے رہا ہوں کہ اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے جو جنت مجھے ملنے والی ہے تم بھی اس جنت کے حقدار بن سکتے ہو، بس فیصلہ کرلو کہ آج میں نے اس مذہب کو قبول کرلیا جس مذہب کو دنیا اسلام سے یاد کرتی ہے۔ پھر اس کے بعد ایک اعتبار سے میں اور تو کا فرق تھا وہ بھی ختم ہو جائے۔

تم بھی میرے پڑوسی ہو

میں بحیثیت مسلمان تمہیں یہ طمانیت دینا چاہتا ہوں اور پورے وثوق کے ساتھ یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ تم میرے پڑوس میں رہتے ہو، میرے مذہب سے تمہارا کوئی تعلق نہیں، میری مادری زبان الگ اور تمہاری مادری زبان الگ ہے، میری تہذیب الگ اور تمہاری تہذیب الگ ہے، جس مذہب کو میں مانتا ہوں تم اس مذہب کو ماننے والے نہیں ہو، لیکن ان تمام فرقوں کے باوجود میں تمہارا پڑوسی ہوں اور تم میرے پڑوسی ہو، میرے پیارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے مجھے یہی تعلیم دی کہ تم باوجود مسلمان نہ ہونے کے میرے پڑوسی ہو اور مجھ پر تمہارا بھی ایک حق ہے کہ میں تمہارے ساتھ ایک پڑوسی ہونے کی حیثیت سے تمہارے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کروں، میں جس مذہب کا علمبردار ہوں وہ مذہب سلامتی کا دین ہے، یہ مذہب امن کا امین ہے اور آزادی کا علمبردار ہے، تمہیں اپنے مذہب پر جینے کی آزادی ہے جس طرح مجھ کو اپنے مذہب پر جینے کی آزادی ہے، تم اگر ظاہری اعتبار سے کمزور بھی ہو تو میری نگاہ میں تم کمزور

نہیں ہو،تم کو بھی اتنا ہی اختیار ہے جتنا مجھ کو اختیار ہے، جس طرح مجھے میرے جذبات کالحاظ اوراحساس ہے اسی طرح میرے دل میں تمہارے جذبات اورتمہارے احساسات کا بھی لحاظ ہے۔

میرے مذہب نے مجھے جانوروں پر بھی رحم کرنے کی تعلیم دی ہے اورتم تو میری طرح ایک انسان ہو، میں کیسے تمہارے تقاضوں کوفراموش کرسکتا ہوں، میں تمہاری خوشی کوغم میں بدلنے کیلئے پیدانہیں کیا گیا ہوں بلکہ میری یہ فکر ہوگی کہ تمہاراغم دور ہوجائے اورخوشی کی لہروں میں تم جینے لگو۔

میں تمہاری عزت کوذلت میں بدلنے کیلئے اس دنیا میں نہیں آیا ہوں بلکہ میری یہ خواہش ہوگی کہ اگرزمانہ کے حالات نے تمہیں ذلت تک پہنچایا ہو تو میں عزت کی سیڑھیوں پرٹھہرانے کی کوشش میری طاقت کی حدتک ضرور کروں، جب تک میں تمہارے پڑوس میں رہوں گا میں یہ چاہوں گا کہ تم میرے بارے میں مطمئن رہو کہ یہ شخص میری برائی چاہنے والانہیں۔

میرا سب سے پہلا تحفہ

میں ایک مسلمان ہوں اور بحیثیت مسلمان میں جب کسی مسلمان کو دیکھوں گا اس سے میں اجنبی نہیں رہ سکتا، میری اور اسکی اجنبیت کو دور کرنے اور ہم دونوں کے درمیان باہمی ربط وضبط پیدا کرنے کیلئے کسی نہ کسی ذریعہ اورسبب کی شدید ضرورت ہوتی ہے، یہ ایک انسانی تقاضہ بھی ہے کہ ایک انسان جب دوسرے انسان سے ملے تو کوئی نہ کوئی جملہ ایسا کہے جو بظاہرایک رسمی جملہ ہوگا لیکن حقیقت میں وہی وہ پرکشش اورمعنی خیز جملہ ہوگا جسکے ذریعہ دور کا انسان قریب ہوجائے، دنیا کی مختلف قوموں میں مختلف قسم کے کلمات ایسے موقعوں پر کہنے کا رواج ہے، کوئی نمستے کہتا ہے تو کوئی رام رام کہتا ہے، کوئی گڈ مارننگ کہتا ہے تو کوئی دوسرے موقع پر گڈ ایوننگ کہتا ہے، زمانہ جاہلیت میں بھی چند کلمات کا

رواج تھا (انعم اللّٰہ بک عینا) اللہ تمہیں آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب کرے اور ’’انعم صباحا‘‘ تمہاری صبح خوشگوار ہو وغیرہ۔

لیکن دنیا ایک ایسے جملہ کی محتاج تھی جس جملہ میں محبت بھی ہو اور تعلق کا اظہار بھی، اکرام اور خیراندیشی بھی ہو اور ایک دوسرے کیلئے دعا بھی، اسلام آیا اس نے مجھے وہ تحفہ بھی دیا جو تحفہ لیکر میں ہر مسلمان کو دے سکتا ہوں ’’السلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاتہ‘‘ تم پر سلامتی ہو اللہ کی رحمت ہو اور اسکی برکت بھی، لفظاً السلام وہ مبارک لفظ ہے جسکے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے منتخب بندوں کو سلام کیا ہے، سلام علی نوح فی العالمین، سلام علی ابراھیم، سلام علی موسی وھارون، سلام علی الیاسین، سلام علی عبادہ الذین اصطفی، السلام علیک ایھا النبی وغیرہ، اور جس پاکیزہ اور جامع لفظ کو اہل جنت کیلئے استعمال کیا جائے گا ادخلوھا بسلام، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ، میں وہی لفظ تمہیں دینا چاہتا ہوں۔

اے میرے مسلمان بھائی! میں صرف زبان سے یہ جملہ ادا نہیں کر رہا ہوں بلکہ ہر ملاقات پر اللہ کا نام لیکر تجھ سے اقرار اور تجھ سے معاہدہ کر رہا ہوں کہ میں تیرے لئے سلامتی کا پیغام ہوں، میں تیری عافیت اور سلامتی کے بارے میں سوچوں گا، میں تیری بھلائی اور خیر خواہی کیلئے اپنا قدم بڑھاوں گا، میں تیرے ساتھ انصاف کے ذریعہ بھلائی کروں گا، میں تیرے ساتھ سچائی اور امانتداری کے ذریعہ بھلائی کروں گا میں تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے دل کی گہرائی سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف تجھ پر سلامتی پہنچائے بلکہ تجھ پر رب ذوالجلال کی رحمتیں بھی ہوں اور برکتیں بھی۔

اے مسلمان! میں منافق نہیں ہوں کہ زبان سے تو السلام علیکم کہہ کر محبت کا اظہار کروں اور دل میں بغض وعداوت اور کینہ وحسد رکھوں، نہیں! میری زبان اور میرا دل دونوں ایک ہیں، میں دل میں عداوت اور زبان میں سلامت رکھنے والا انسان نہیں ہوں۔

اے میرے مسلمان بھائی! تم میرے بارے میں مطمئن ہو جاؤ تم ہرگز میرے بارے میں یہ اندیشہ مت رکھو کہ میں تمہیں دھوکہ دوں گا، میں تمہیں تکلیف پہنچاوں گا، میں تمہیں جھوٹ بول کر رنج پہنچاوں گا، میں تمہارے ساتھ وعدہ خلافی اور خیانت کا معاملہ کروں گا۔نہیں! میں ایک مسلمان ہوں تمہارے حق میں میرے دل میں اور میری زبان پر چند مخلصانہ دعائیں ہیں جن میں سرفہرست سلامتی، رحمت اور برکت کی دعائیں ہیں بھائی! استاد اپنے شاگرد کو علم و ہنر کا تحفہ دیتا ہے، باپ اپنے بیٹے کو اچھے نام کا تحفہ دیتا ہے، اور میں بحیثیت مسلمان تمہیں سلامتی کا تحفہ دیتا ہوں۔

میں تمہارے اس جواب پر بھی خوش ہوں کہ تم میری دعاء کے جواب میں مجھے بھی (وعلیکم السلام و رحمته اللّٰه و برکاته) کے ذریعہ دعائیں دیتے ہو۔

میرا اور تمہارا رب ایک ہی ہے وہی تمہیں اور مجھے ایک اور نیک بنا سکتا ہے، میری دعاء ہے کہ میری اور تمہاری دعائیں اس رب واحد کے نزدیک قابل قبول ہو جائیں۔(آمین)

میرا دوسرا تحفہ

میرے بھائی! میں نے تم کو اور تم نے مجھ کو دعاء دی، واقعی تم میرے محسن ہو اور میں تمہارا محسن ہوں، میں نے تم کو پہچانا اور تم نے مجھ کو پہچانا، تم اور ہم الگ الگ نہیں اب تمہارے کاموں میں ہمارا ہاتھ ہے اور ہمارے کاموں میں تمہارا ہاتھ ہے، میرے منصوبوں، ارادوں اور عزائم کی تکمیل تمہاری حوصلہ افزائی سے ہوگی اور تمہارے منصوبوں، ارادوں اور عزائم کی تکمیل ہماری حوصلہ افزائی سے ہوگی۔ یہ جذبے مجھے مجبور کرتے ہیں کہ اپنا قدم بھی تمہاری طرف بڑھاؤں اور اپنے ہاتھ بھی تمہاری طرف بڑھاؤں، میرے بھائی! جی چاہتا ہے کہ میں اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں دیکر خاموش زبان میں یہ کہوں کہ میں اور تم الگ الگ نہیں بلکہ ایک ہیں، اسی فطری جذبہ کے اظہار کا نبی رحمت ﷺ نے نہ صرف حکم دیا بلکہ فرمایا عن ابن مسعود عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال من تمام التحیة الأخذ بالید (ترمذی وابوداؤد) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے

روایت ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سلام کی تکمیل مصافحہ سے ہے میرے بھائی! میری محبت کی گرمی تم میرے ہاتھ میں محسوس کروگے، میرے نیک جذبات کی ٹھنڈک تم میرے ہاتھ میں محسوس کروگے اورمیرے نیک ارادوں اورخیالات کا احساس تمہیں اسی گرم جوش مصافحہ سے ہوگا، میرے بھائی! تم نے میرے ان جذبات کو اپنے سینہ میں محفوظ کرلیا، میری دعاوں کالحاظ تم نے کیا، میرے خیالات وجذبات کو تم نے بھانپ لیا، میرا یہ مصافحہ اس بات کا اعلان ہے کہ میرے دل میں تمہارے بارے میں کوئی کینہ نہیں۔

انسان سے انسان کو کینہ نہیں اچھا
جس سینہ میں کینہ ہو وہ سینہ نہیں اچھا

بھائی! پانی جب بہت ٹھنڈا ہوجاتاہے توبرف بن جاتاہے اوربہت زیادہ گرم ہوجاتاہے تو بھانپ بن جاتاہے اوروہی بادل بنکر برستاہے، آج تمہاری ان سلامتی اوررحمت وبرکت کی دعاؤں اورمصافحہ کے جواب میں میں نے محبت واکرام کا جوجواب پایاہے وہ لاجواب ہے، میں تم کواپنے قریب رکھتاہوں اتنا قریب کہ میرا سینہ تمہارے سینہ سے لگ جائے، چنانچہ وہ مسلمان اپنے بھائی سے لپٹ جاتاہے معانقہ کرتاہے، اپنے بھائی کی پیشانی کو چومتاہے معانقہ (گلے لگانے) سے جن جذبات کا اظہار ہوتاہے وہ مشہور ومعروف جلیل القدر صحابی حضرت ابوذرغفاریؓ سے پوچھو کہ جب آپؓ نبی رحمت ﷺ سے ملاقات کیلئے تشریف لے گئے ہیں تو آپ ﷺ اٹھکر حضرت ابوذرؓ سے لپٹ گئے اور گلے لگایا، آپ ﷺ کا یہ معانقہ بہت خوب اور بہت ہی خوب تھا، یہ ابوذرغفاریؓ کے کلمات ہیں کتنا پیارا ہے وہ مذہب جس مذہب نے فطری اورطبعی طور پر پیدا ہونے والے جذبات کے اظہار کا سامان فراہم کیا اورایک دوسرے سے بغلگیر ہونے اوراپنی دلی محبت کے ہونے کا ثبوت پیش کرنے کے اسباب کو مذہب میں داخل فرمادیا۔

میری گفتگو تجھے خوش کردے گی

میں نے تجھے سلام کیا، مصافحہ کیا اور تجھ سے بغلگیر ہو کر اجنبیت کو دور کر دیا اور میرے اور تیرے درمیان جو غیر محسوس خلیج تھی وہ خلیج دور ہوگئی ایک دوسرے کو خوش کرنے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ مال ودولت کا انبار اپنے پاس ہو، عہدہ اور کرسی اپنے پاس ہو، عزت وشہرت اپنے پاس ہو، میں اپنی گفتگو کے ذریعہ بھی تو تجھے خوش کر سکتا ہوں۔

میں سلام، مصافحہ اور معانقہ کے بعد جو تحفہ تجھے دے سکتا ہوں وہ تحفہ میری اچھی گفتگو ہی تو ہے یہی وجہ ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے یہ تعلیم ہم سب کو دی کہ "الکلمة الطیبة صدقة" اچھی بات بھی صدقہ ہے، کسی میٹھی چیز ہی کے ذریعے آدمی دوسرے کو قریب کر سکتا ہے یہ غلط فہمی ہے، آدمی اپنی میٹھی گفتگو کے ذریعہ بھی دوسروں کے دل کو موہ لے سکتا ہے، آدمی اپنی میٹھی، دلچسپ اور بے تکلف اور سادی گفتگو کے ذریعہ بھی اجنبی کو اپنا، دور رہنے والے کو قریب، دشمن کو دوست اور ناموافق کو موافق بنا سکتا ہے۔ بحیثیت مسلمان میں پہلی ملاقات ہی میں اپنے نقوش اسکے دل میں چھوڑ سکتا ہوں۔

راستے میں میری کسی مسلمان پر نظر پڑتی ہے موقع کچھ گفتگو کا ہوتا ہے تو چند اچھے بول ہی میری طرف سے اسکی جانب تحفہ ہوتے ہیں، کسی ریلوے اسٹیشن پر یا بس اسٹیشن پر یا ایرپورٹ پر یا کسی ہوائی جہاز میں یا ٹرین میں یا بس میں کسی مسلمان سے میرا آمنا سامنا ہو جاتا ہے تو پھر میں اسکو زرین موقع سمجھتا ہوں کہ چلو آج ایک مسلمان سے میرا تعارف ہو گیا میری ایک مسلمان سے پہچان ہوگئی آج کا یہ دن میرے لئے نفع کا دن اور خوشی کا دن بھی ہیکہ بحیثیت مسلمان میری ایک دوسرے مسلمان سے گفتگو ہوئی وہ میرا دینی بھائی ہے چلو آج میرے ایک دینی بھائی سے اس رشتہ کا استحکام اور اسکی تجدید ہوگئی کیا میرے ایک مسلمان بھائی کی ملاقات میری روح کی تازگی اور قلب کی تسکین کا ذریعہ نہیں ہے؟۔

مجھ سے تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی؟

لوگوں کے دلوں میں مختلف چیزوں کا خوف اور ڈر رہوتا ہے، کسی کو جنگل کے درندوں کا خوف ہے، کسی کو جنات کی شرارت کا خوف ہے، کسی کو پڑوس کی دشمنی کا خوف ہے، کسی کو تجارت میں نقصان کا خوف ہے، کسی کو زراعت میں خسارہ کا خوف ہے، کسی کو دوست کے دشمن ہوجانے کا خوف ہے، کسی کو کسی کے روٹھ جانے کا خوف ہے، کسی کو امتحان میں ناکامی اور اپنی رسوائی کا خوف ہے، کسی کو الیکشن میں ہار جانے کا خوف ہے، سوال کرو اے مسلمانو! میرے ضمیر سے کہ بحثیت مسلمان میرے دل میں کیا خوف چھا جانا چاہئے؟ (ہم صرف بندوں کے حقوق سے متعلق گفتگو کر رہے ہیں)

سب سے بڑا خوف میرے دل میں یہی ہے کہ کہیں میری زبان اور میرے ہاتھوں نے کسی دوسرے مسلمان (یا انسان) کو کوئی تکلیف تو نہیں پہنچائی؟ سفر و حضر میں میری زبان کے الفاظ سے اور میرے ہاتھوں کی حرکت سے، میری آنکھوں کے اشاروں سے، اور میرے کانوں کی سماعت سے، میرے قدموں کی آہٹ سے، میرے دل کے فیصلہ سے اور میرے دماغ کی فکر و سوچ سے کسی گزرتے مسافر کو یا کسی مقیم کو تکلیف تو نہیں پہنچتی؟۔

خدانخواستہ اگر میری زبان درازی یا نازیبا گفتگو نے کسی کو ٹھیس پہنچائی ہو، کسی کو رنج اور تکلیف پہنچائی ہو یا میرے ہاتھ اور پیر سے کسی پر ظلم ہوا ہو تو پھر میں اپنی نگاہوں میں تو مسلمان ہوں مگر میرے پیارے آقا سید المرسلین محمد مصطفیٰ ﷺ کی نگاہوں میں تو مسلمان نہیں ہوں اس لئے کہ ہمارے رہبر و رہنما نبی رحمت ﷺ نے تو یہ فرمایا۔

''المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده'' مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامتی سے رہیں، میں بحثیت مسلمان اسی خوف میں مبتلا ہوں کہ پتہ نہیں غفلت کی کس گھڑی میں مجھ سے کوئی ایسا عمل سرزد ہوگیا ہو جس عمل سے کسی کو تکلیف پہنچی ہو اگر میرے حرکات و سکنات سے، میرے اعمال واشغال سے، میرے اخلاق

وکردار سے اور میرے معاملات ومعاشرت سے کسی مسلمان کو واقعی کوئی تکلیف پہنچی ہوتو میں بحیثیت مسلمان اسی کوشش میں رہوں گا کہ وہ شخص میری موت سے پہلے مجھ سے مل جائے تاکہ میں اس سے معافی مانگ لوں اور حقیقی معنی میں پھر سے ایک مسلمان بن جاؤں۔

مجھے وہ لوگ کانٹے کی طرح چبھتے ہیں جنکی زبانوں کی لغزش دوسرے کی آنکھوں سے آنسو ٹپکاتی ہے، مجھے وہ لوگ جنگل کے درندے محسوس ہوتے ہیں جنکے ظالم ہاتھوں سے مظلوموں کی آہ نکل جاتی ہے، بحیثیت مسلمان مجھے خود پہلے اپنے اوپر ماتم کرنے دیجئے ان لمحات پر جن لمحات میں ہم سے بداخلاقی کے وہ مناظر وجود میں آئے تھے جن سے ایک فرد نہیں بلکہ کئی افراد کو تکلیف پہنچی تھی، پھر ہم ان انسانی ضمیروں کو جھنجھوڑنا چاہتے ہیں جن کے گرے ہوئے اعمال اور بداخلاقی سے کئی انسانوں کے دل شیشوں کی طرح ٹوٹے تھے پھر انہیں ان دلوں پر رحم تک نہ آیا۔

مجھے خوشی کب ہوگی؟

کوئی مال ودولت حاصل کرکے خوش ہوتا ہے، کوئی کامیابی وکامرانی پاکرخوش ہوتا ہے، کوئی سیروتفریح کے دلچسپ اسباب کو دیکھ کرخوش ہوتا ہے، کوئی شادی بیاہ کے مراحل طے کرکے خوش ہوتا ہے؟ کوئی عہدہ اورکرسی کے اونچے منصب پر فائز ہوکرخوش ہوتا ہے، کوئی جائیداد بنا کرخوش ہوتا ہے، کوئی اولاد اور اولاد کی اولاد کو دیکھ کرخوش ہوتا ہے لیکن بحیثیت مسلمان میں اپنے بارے میں یہ غورکرتا ہوں کہ میں کب خوش ہوتا ہوں؟ مجھے کب خوشی ملتی ہے؟ بنیادی طور پرتو میں اسی چیز میں خوشی محسوس کرتا ہوں جس میں ساری انسانیت کی خوشی پوشیدہ ہے لیکن یہ تو ایک اجمالی بات ہے۔

میرا ضمیر، میرا دل اور میرا دماغ چاہتا ہیکہ میں آج اس حقیقت کو پالوں کہ میرے دل ودماغ کی خوشی میرے ضمیر اور پھر میرے نفس کی خوشی (جبکہ میں نے اپنے نفس کو نفس مطمئنہ بنالیا ہو) اسی میں ہے کہ میں جب یہ دیکھوں کہ مجھ سے ملنے والا ہر شخص مجھ سے،

میرے عادات سے اور میری طبیعت سے حقیقت میں خوش ہو، وہ رسمی طور پر مجھ سے خوش نہیں بلکہ میں اس کے دل کو چیر کر دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ مجھ سے واقعی خوش ہے یا صرف خوشی کا اظہار کر رہا ہے، میرے دل میں ایک کرب اور بے چینی محسوس ہوتی ہے جب میں کسی ایسے آدمی سے ملاقات کرتا ہوں جس سے میرا پرانا رشتہ ہے کہ وہ مجھکو دیکھ کر اپنا چہرہ کھینچ لیتا ہے تو پھر وہ لمحات میرے لئے قیامت بن کر ٹوٹ پڑتے ہیں پھر چند گھنٹوں تک نہیں بلکہ کئی دنوں تک مجھے اسکا وہ تلخ چہرہ رلاتا ہے اور پھر میں صرف اور صرف اپنے آپ کو کوسنے لگتا ہوں اور اس وقت میں اپنے آپ کو ساری انسانیت میں سب سے بدترین تصور کرتا ہوں اور جب میں کسی ایسے آدمی سے ملتا ہوں جس سے میرا پرانا معاملہ ہے اور وہ دل کی گہرائیوں سے مجھ سے ملتا ہے وہ خوشی سے جب پھولے نہیں سماتا تو پھر میرے دل کی وہ کیفیت ختم ہوتی ہے پھر میں اپنے بارے میں مطمئن ہوتا ہوں کہ چلو میں اتنا برا تو نہیں ہوں، مجھ میں ہزاروں برائیاں ہیں سہی لیکن کوئی خوبی بھی تو ہوگی جب ہی تو یہ مجھے دل وجان سے چاہتے ہیں پھر تو میں اس پیمانہ میں اپنے آپ کو تولنے لگتا ہوں جو پیمانہ آج سے تقریبا چودہ سو برس پہلے ہادی عالم ﷺ نے دیا تھا: اور فرمایا تھا اذا سرتک حسنتک وسائتک سیئتک فانت مومن (احمد) جب تمہیں اپنے اچھے کام سے خوشی ہو اور اپنے برے کام سے تکلیف اور افسوس ہو تو تم مومن ہو۔

پھر میرے خیالات، تصورات اور ارادوں میں مایوسی کم اور امید کی کرن زیادہ ہو جاتی ہے اور پھر مجھے الایمان بین الخوف والرجاء والا فرمان یاد آ جاتا ہے کہ ایمان، خوف اور امید کے درمیان میں ہوتا ہے، ہمارے دلوں میں اللہ اور اسکے بندوں کے حقوق کے پامال ہو جانے کا خوف بھی ہونا چاہئے اور یہ امید بھی ہونی چاہئے کہ اللہ اور اسکے بندوں کے حقوق مجھ سے صدفی صد نہ سہی ایک حد تک ضرور ادا ہو ہی جائیں گے۔

میں خوشی اور غم میں تمہارے ساتھ ہوں

مجھے اس بات کا پورا پورا احساس ہے، آخر میں بھی انسان ہوں (احساس کیسے نہیں ہوگا) کہ جب تم کو کوئی خوشی محسوس ہوتی ہے تو طبعی اور فطری طور پر تمہارے دل میں یہ بات آتی ہے کہ تمہاری اسی خوشی میں تمہارے دوست احباب بھی شریک ہوں، تمہارے رشتہ دار بھی شریک ہوں، تمہارے متعلقین بھی شریک ہوں، تمہارے چھوٹے بھی شریک ہوں اور بڑے بھی، میں تمہاری اس طبعی خواہش اور فطری تقاضے کو بالائے طاق نہیں رکھ سکتا، میں تمہاری اس خوشی کے موقع پر تمہارے لئے دل کی گہرائیوں سے مبارکبادی کے وہ جملے دے سکتا ہوں جس سے تمہارے دل میں خوشی کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے، تمہاری خوشیوں کی ہر جائز تقریب میں ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے میں تمہارا شریک کا رہوں، تم مجھے اپنے ہر ایسے موقع پر یاد کر سکتے ہو، میری زبان اس وقت صرف ''ہاں'' کہہ سکتی ہے ''نا'' کا تصور میں ہرگز نہیں کرسکتا، تم نے مجھے خوشخبری اگر دی کہ تمہارے بچے نے اپنی تعلیم کی فلاں منزل میں کامیابی پالی ہے یہ خوشخبری صرف تمہارے لئے نہیں بلکہ میرے لئے اور میرے خاندان کے ہر فرد کیلئے خوشخبری کا پیغام ہے میں دل کی گہرائیوں سے نیک تمنائیں اور آرزوئیں رکھتے ہوئے تمہیں مبارکباد دیتا ہوں

یادرکھنا اے میرے مومن ومسلمان بھائی! میں مفاد پرست اور خودغرض نہیں ہوں میں حتی المقدور اس بیماری کو قریب آنے نہیں دوں گا، تم ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ خوشیوں کے موقعوں پر تو میں تمہارے ساتھ رہا تمہاری ہر تقریب مسرت میں شریک رہا، ہر دعوت سے لطف اندوز ہوا، میں جس طرح خوشی اور مسرت کے ان قیمتی اور پسندیدہ لمحات میں تمہارے ساتھ رہا ہوں میری دعائیں ہیں کہ ہر گھڑی تمہیں خوشی اور مسرت ہی ملتی رہے۔

لیکن یہ دنیا خوشی اور غم کا سنگم ہے خدانخواستہ کوئی دکھ، رنج، الم، حیرانی، پریشانی اور مصیبت آپڑے تو دکھ کے ان لمحات میں تم اپنے آپکو تنہا اور مجبور نہ سمجھنا، کیا تم اس وقت

یہ سمجھو گے کہ تم اکیلے ہو تنہا ہو بے بس و مجبور ہو۔ نہیں! ہرگز نہیں۔

میں ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے تمہیں ابھی باخبر کر رہا ہوں کہ اس وقت میرا مال تمہارا مال ہوگا، میری جان تمہاری جان ہوگی، میں اپنے وقت کو تمہارے غم کو ہلکا کرنے کیلئے وقف کردوں گا، جب تک تم دکھ میں اور مصیبت میں ہوگے میں یہی تصور کروں گا کہ میں دکھ اور مصیبت میں ہوں، تم جب تک بیمار رہوگے میں سمجھوں گا کہ تم نہیں میں بیمار ہوں، تم ہرگز دنیا میں اپنے آپکو اکیلا نہ سمجھنا، میں اس آقا کا غلام ہوں جس نے بیماروں کی تیمارداری کا حکم دیا ہے۔

اے میرے مسلمان بھائی! اگر کسی نے تمہاری جان پر حملہ کیا یا تمہارے مال پر ڈاکہ ڈالا یا تمہاری آبرو پر حملہ کیا تو تم اپنے آپ کو بے بس و مجبور نہ سمجھنا وہاں اللہ کی مدد کے ساتھ ساتھ میری حوصلہ افزائی کو بھی یاد رکھنا، میں اتنا بے حس نہیں ہوں کہ تمہاری جان پر حملہ کو برداشت کروں اور تمہاری آبرو پر حملہ ہو اور میں خاموش رہ جاؤں جب میں یہ سنوں گا تو میرے قدم جس جانب اٹھیں گے وہاں تم ہی تم ہوگے، مجھے نبی رحمت ﷺ کا وہ پیغام یاد ہے جو مسلمان اس موقع پر دوسرے مسلمان کی مدد نہ کرے جہاں اسکی بے حرمتی کی جاتی ہو اور جہاں اسکی آبروریزی کی جاتی ہو تو لازماً اللہ تعالیٰ اس کی اس موقع پر مدد نہ فرمائے گا جہاں اسے اسکی مدد کی چاہت ہوگی۔

اے مسلمان دوست! اگر ایسے موقع پر میں تمہاری مدد کروں تو حقیقت میں یہ اپنی مدد آپ ہے اسلئے کہ تمہاری مدد کے نتیجے میں مجھے رب ذوالجلال کی مدد ملنے والی ہے اور اگر میں نے ایسے موقع پر تمہاری مدد نہیں کی تو یہی غفلت مجھے اللہ کی مدد سے محروم کردیگی۔ اے دوست! تم میرے لئے بوجھ نہیں ہو بلکہ اللہ کی مدد کا ذریعہ اور وسیلہ ہو۔

میرے پاس معافی ہے انتقام نہیں

میرے بھائی! تم میرے بارے میں ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ تم سے جو مجھ کو تکلیف پہنچی ہے اس تکلیف پر میں تم سے بدلہ لوں گا، تم ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ میرے مذہب نے مجھے انتقام لینے کی تعلیم دی ہے، میرے مذہب نے انتقام کی صرف اجازت دی ہے لیکن اس اسلام نے مجھے انتقام کے بجائے عفوودرگزر کی تعلیم وتلقین کی ہے، میں چاہوں تو تمہاری دی گئی تکلیف کا بدلہ لے لوں اور میرے غصہ کی آگ کو ٹھنڈی کردوں اور اپنی بھڑاس نکال کر اپنے نفس کو مطمئن کرلوں لیکن نہیں! میں ایسا نہیں کروں گا تم نے جو مجھے تکلیف پہنچائی ہے اس تکلیف کے مقابلہ میں ہزاروں گنا بڑھی ہوئی تھی وہ تکلیف جو مکہ کے سرداروں نے میرے آقا سید المرسلین ﷺ کو پہنچائی تھی لیکن ان تمام تکلیفوں کے جواب میں تمہیں معلوم ہے کہ میرے آقا ﷺ نے ان دشمنوں کو کیا تحفہ دیا تھا، وہی تحفہ دیا تھا جس کو عفوودرگزر کے لفظ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، عفوودرگزر کا یہی وہ تحفہ تھا جس نے مکہ کے کافروں کو مجبور کردیا تھا کہ وہ آپ کے شیدائی بن جائیں، آپ کے مذہب کے پرستار بن جائیں، آپکے غلام اور آپکے رب کے حقیقی بندے بن جائیں۔

میرے دوست! تم نے مجھ کو تکلیف پہنچائی، میرے دل کو ٹھیس پہنچائی، میرے دماغ کو تشویش میں مبتلا کیا، میرے جسم کو خون آلود کردیا اور میری ذات کو سب کے سامنے مجروح کردیا، یہ سارے مناظر میرے سامنے ہیں لیکن اسکے باوجود تم میرے محسن ہو، تم نے مجھ پر بڑا احسان کیا۔ کیوں؟ اسلیئے کہ تم نے جو تکلیف پہنچائی تھی اس پر میں نے صبر کیا تھا اور یہی صبر میرے گناہوں کے مٹ جانے اور میری مغفرت کا ذریعہ بنا، میں تمہیں میرے پیارے نبی کا وہ فرمان تو سناؤں جس میں میرے دل کیلیئے راحت اور دماغ کیلیئے سکون ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کو اپنی

اولاد اور اپنے اعزہ کے سلسلہ میں رنج ومصیبت پہنچتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنے رب سے اس حالت میں ملتا ہے کہ اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

اے دوست! تم نے مجھے تکلیف دی لیکن حقیقت یہ ہے کہ تم نے مجھے خیر کے سمیٹنے کا موقع عطا کیا، میں تمہاری دی ہوئی تکلیفوں کا بدلہ کیسے لے سکتا ہوں؟ آخر مجھے یہ بھی تو معلوم ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ان بھائیوں کو جنہوں نے انہیں کنویں میں ڈال دیا تھا یہ کہہ کر انہیں آزاد کر دیا تھا کہ ''لا تثریب علیکم الیوم'' آج کے دن تم سب کے سب آزاد ہو، کوئی پکڑ اور گرفت تم سے نہیں ہوگی، جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اتنی بڑی مصیبت اور تکلیف کے مرحلہ سے گزرنے کے باوجود انہیں معاف کر دیا تھا کیا میں اس چھوٹی سی تکلیف پر بدلہ لینے کا ارادہ کروں یہ ہو نہیں سکتا۔

میرے دوست! فکر نہ کرنا کہ آخرت میں تمہارا مواخذہ مجھے تکلیف دینے کی وجہ سے ہوگا، میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے تمہارا یہ گناہ پوری طرح دھل چکا ہے، اب تم اس بارے میں بے فکر ہو، کوئی خوف اور رنج تمہارے دل میں اس بارے میں نہیں رہنا چاہئے۔

اے عورت! تیری عصمت کا میں محافظ ہوں

اے وہ اجنبی نامحرم عورت! تجھے بحیثیت مسلمان میری بہن قرار دیا گیا، تجھ کو رب ذو الجلال نے بڑا اونچا مقام دیا، تجھے بڑا قیمتی بنایا، تیرے اندر وہ کشش رکھی گئی جو کسی مرد میں نہیں، تجھ میں وہ شفقت، محبت اور نرمی رکھی گئی جو تیرے مقابل جنس میں نہیں، تجھ کو اسلام نے پردہ کے پیچھے رکھ کر تیری عفت وعصمت کی حفاظت کی، اگر تو نے اپنے آپ کو سمجھا اور اسلام کے اس احسان کو محسوس کر لیا ہے تو اب تیرے لئے یہ ہرگز زیبا نہیں دیتا کہ راستوں، سڑکوں، بازاروں، محفلوں، تفریحوں، کلبوں اور ہوٹلوں میں ہر ایرے غیرے کی نظروں کا مرکز بن جائے، میں بحیثیت مسلمان جب تجھے عریاں یا نیم عریاں نامحرموں کے

سامنے دیکھتا ہوں تو میرا دل چھلنی ہو جاتا ہے، میری روح کانپ اٹھتی ہے، میرا جسم لرزنے لگتا ہے اور میرا دماغ بے چین ہو جاتا ہے کہ تیرے حقیقی مالک نے تیری حفاظت کا انتظام شرعی احکام کے ذریعہ کیا مگر تو نے اپنی حفاظت کی فکر نہ کی، میں مجبوراً تیری عقل پر ماتم کرنے لگتا ہوں اگر چہ کہ میں ماتم کا قائل نہیں، میں تیرے نادان فیصلوں پر رونے لگتا ہوں حالانکہ مجھے بار بار رونا نہیں آتا، تجھ کو تیرے پروردگار نے سونے اور چاندی سے زیادہ قیمتی قرار دیا اور تو نے اپنے آپ کو تنکوں اور کوڑیوں سے بھی حقیر بنا دیا، مجھے کبھی تجھ پر اور کبھی تیرے ان نادان کم ظرف اور دیوث سرپرستوں پر غصہ آتا ہے جنہوں نے تیری عصمت کی فکر نہ کی۔

اے بہن! میں بحیثیت مسلمان تجھ کو یہ مشورہ دوں گا کہ تو پردے کے اندر ہو جا، اگر تو بغیر پردہ کے باہر نکلتی ہے تو گویا تو ہم کو گناہ گار بنا دیتی ہے، ہم بحیثیت مسلمان تیری عفت وعصمت کے نگہبان بننا چاہتے ہیں۔

اے بہن! تو ہرگز یہ مت سمجھ کہ تیری عفت وعصمت کی چادر کو ہم چاک کر دیں گے، ہم مسلمان ہیں ہمارا اسلام ہمارے ضمیر کو بار بار للکارتا ہے کہ ایسا مت کر! ایسا مت کر! میں بحیثیت مسلمان سوچتا ہوں کہ اگر کوئی مسلمان عورت جارہی ہے تو وہ کوئی عورت نہیں میری مسلمان بہن ہے، اگر میں نے تجھ پر بری نگاہ ڈالی تو مجھے یہ بھی سوچنا ہے کہ کسی دن میری بہن بھی تو ادھر سے گزرے گی اور اس پر کسی اور کی نگاہ بھی پڑے گی اب میں اپنے ضمیر کو آواز دیتا ہوں تو میرا ضمیر یہی فیصلہ کرتا ہے کہ بھائی! جب تمہیں یہ پسند نہیں کہ تمہاری بہن پر کوئی بری نگاہ ڈالے تو تمہیں یہ کیسے پسند ہے کہ دوسرے کی بہن پر اس قسم کی نگاہ پڑ جائے، میرا ضمیر یوں مخاطب ہے کہ تمہارے سامنے سے ایک مسلمان اپنی بیوی کے ساتھ گزر رہا ہے اور تمہاری نگاہ اس پر پڑ رہی ہے تو اب تم یہ سوچو کہ ایک دن ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ گزر رہے ہوگے اور وہ شخص وہاں کھڑا ہوگا جہاں تم کھڑے ہو اور وہ تمہاری بیوی پر اپنی نگاہ ڈالے تو اس وقت تمہارا دل کس قدر بے چین ہوگا، تمہاری زبان سے بے ساختہ کیسے کیسے الفاظ نکل

جائیں گے، اب یہ فیصلہ کروکہ جس طرح تم اس تلخ حقیقت کو برداشت نہ کرسکو گے تو دوسرا کس طرح اس تلخی کو برداشت کرے گا۔

اے معذور انسان!

کائنات کے اس نظام میں قدرت کا قانون چلتا ہے کسی انسان کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے، قدرت کے اس قانون میں جو حکمتیں، مصلحتیں اور راز پوشیدہ ہیں ان سے ایک مجبور اور کمزور انسان واقف نہیں ہے، اس دنیا میں ہر انسان جسمانی اعتبار سے کامل ومکمل اور بے عیب نہیں پیدا ہوتا جس طرح انسانوں کی رنگتیں مختلف، روپ مختلف، قد وقامت مختلف، مزاجیں اور طبیعتیں مختلف ہیں اسی طرح اس دنیا میں آنے والا کوئی انسان دماغی اعتبار سے مفلوج ہوکرنکلتا ہے، دنیا ایسے شخص کو مجنون و پاگل کا نام دیتی ہے،کوئی انسان آنکھ کی بینائی کے بغیر پیدا ہوتا ہے دنیاکے لوگ اسکو اندھا اور نابینا کہنے لگتے ہیں،کوئی کان کی سماعت سے محروم اورکوئی قوت گویائی سے محروم ہوکر پیدا ہوتا ہے لوگ اسکو بہرہ اور گونگا کہتے ہیں، کوئی ہاتھ اور پیر سے محروم ہوکر پیدا ہوتا ہے لوگ اسکو لنگڑا اور لولا کہتے ہیں۔

اے معذور بھائی میں بحیثیت مسلمان جب تجھ کو دیکھتا ہوں تو میں تجھ میں نہیں کھو جاتا بلکہ میں خود اپنے میں کھوجاتا ہوں، سب سے پہلے میں اپنا جائزہ لیتا ہوں کہ میرے پروردگار نے سرتاپا کس طرح مجھ پر فضل فرمایا کہ میرا دماغ بھی درست ہے، آنکھ بھی دیکھ رہی ہے، کانوں میں سننے اور زبان میں بولنے کی طاقت ہے، ہاتھوں اور پیروں میں پکڑنے، چھوڑنے اور چلنے کی طاقت ہے، میرے پروردگار! میں پوری طرح آپکا شکرادا کرنے سے قاصر ہوں، ایک طرف تو میرا حال یہ ہوتا ہے پھر میری فکر اور سوچ کا رخ بدلتا ہے میں اپنے اس معذور بھائی کے بارے میں سوچتا ہوں کہ یہ مجنون اور پاگل ہے میں اسکو کیا دے سکتا ہوں؟ یہ گونگا اور بہرا ہے میں اسکی کیا مدد کرسکتا ہوں؟ یہ اندھا

اور لنگڑا ہے میں اسکی کس طرح مدد کر سکتا ہوں۔

میں بحیثیت مسلمان سوچتا ہوں کہ اگر اسکی جگہ میں ہوتا تو میرے دل پر کیا گزرتی؟ کس قسم کے خیالات میرے دل میں آتے، کس قسم کے تقاضے میرے ذہن میں یکے بعد دیگرے آتے؟ میں کس قدر پریشان اور محتاج ہوتا، پھر تو میں فیصلہ کر لیتا ہوں کہ مجھے اس مجبور، پریشان حال، معذور اور اپاہج کی مدد کرنی چاہئے۔

آخر اللہ نے مجھے جو مال و دولت دی ہے محض اسی لئے تو نہیں دی ہے کہ میں کماؤں اور کھاؤں اور اپنی جائیداد بنالوں، میرے مال میں جہاں میرا اور میری اولاد اور بیوی کا حق ہے، میرے ماں باپ اور رشتہ داروں کا حق ہے، وہیں میرے اس مال میں اس معذور و مفلوج کا بھی حق ہے جو در در کی ٹھوکریں کھا رہا ہے، یہ ضروری نہیں کہ یہ اپنی ضرورت اور پریشانی کا اظہار اپنی زبان سے میرے سامنے کرے، اس کی صورت اور اس کی حالت خود مجھے بتلا رہی ہیکہ یہ محتاج ہے، میرے روپے پیسے کی اس کو ضرورت ہے، میں بحیثیت مسلمان اس کی اس تکلیف کو دور کرنیکی کوشش کروں گا۔

اے معذور! جس قدر تجھے میری ضرورت ہے اسی قدر مجھے تیری ضرورت ہے، میں تیری مدد کرتا ہوں تو مجھے میرے رب کی مدد مل جاتی ہے، میرے آقا نے فرمایا من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللّٰہ فی حاجتہ و من فرج عن مسلم کربۃ فرج اللّٰہ عنہ کربۃ من کربات یوم القیمٰۃ (بخاری و مسلم عن ابن عمر) جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرے گا اور جو کوئی مسلمان کی تکلیف اور مصیبت کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے اس کی کسی مصیبت کو دور کرے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ داری کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ داری کرے گا۔

اے یتیم ! میں تیرا سر پرست ہوں

عموماً ہر بچہ ماں باپ کے سایہ میں رہتا ہے، بڑی خوش نصیب ہوتی ہے وہ اولاد جن کے سامنے انکے ماں باپ ہوتے ہیں، انہیں ماں کی ممتا بھی نصیب ہوتی ہے اور باپ کی مہربانی اور شفقت بھی نصیب ہوتی ہے، لیکن دنیا میں چند بچوں کا نصیبہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنی شعور واحساس والی آنکھوں سے اپنی ماں اور اپنے باپ کو دیکھیں ایسے ہی بچوں کو دنیا کے لوگ یتیم و یسیر کہتے ہیں، ایک نادان اور کم عقل انسان کی نگاہ میں ہوسکتا ہے یتیم اور یسیر حقیر محسوس ہوں مگر اے تییم ! میں بحیثیت مسلمان تجھ کو اونچی نگاہ سے دیکھوں گا اس لئے کہ تو میرے لئے ذریعہ ہے جنت میں رسول اللہ کی قربت ونزدیکی پانے کا کہ اگر میں تیری کفالت کرتا ہوں، تیری سرپرستی قبول کر لیتا ہوں اور تیری ضرورت پوری کرتا ہوں تو میرے پیارے آقا کل جنت میں مجھ سے قریب ہوں گے۔

عن سهل بن سعدؓ قال قال رسول الله ﷺ انا وكافل اليتيم له او لغيره فى الجنة هكذا واشار بالسبابة والوسطى و فرج بينهما شيئاً ۔

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اور اپنے یا پرائے یتیم کی کفالت کرنے والا آدمی جنت میں اس طرح (قریب قریب) ہوں گے اور آپ نے اپنی انگشت شہادت اور بیچ والی انگلی سے اشارہ کر کے بتلایا اور ان کے درمیان تھوڑی سی کشادگی رکھی۔

اے یتیم ! تیری مایوسی، شکستہ حالی اور مجبوری مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں یہ سوچوں کہ اگر تیری جگہ میں ہوتا تو میرا کیا حال ہوتا ؟ آخر میں بھی تو وہی ہوں جو تو ہے، میرے دل میں جو انسانی دل ہے وہی انسانی دل تیرے سینے میں بھی تو ہے، پتھر کا ٹکڑا تو تیرے دل میں نہیں ہے پھر میں یہ کیسے سوچ سکتا ہوں کہ جو کچھ تکلیف تجھ کو پہنچے مجھے اسکی کوئی پرواہ نہیں۔

اے یتیم !تو مجھ سے کمتر نہیں بلکہ تو مجھ سے بہتر ہے تیرے سر کا ہر ہر بال میرے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بن سکتا ہے اگر میں تیرے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیروں میرے آقا نے مجھے یہی بتلایا ہے۔

عن ابی امامةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من مسح راس یتیم لم یمسحہ الا للّٰہ کان لہ بکل شعرتہ یمر علیھا یدہ حسنات الخ (احمد ترمذی)

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی یتیم یسیر پر صرف اللہ کیلئے ہاتھ پھیرا تو ہر ہر بال کے حساب سے اسکی نیکیاں ثابت ہوں گی، تو اے یتیم !اب تو ہی !بتا کہ تیرا سر میرے سر سے بہتر ہے یا میرا سر تیرے سر سے بہتر ہے؟

اے میرے پڑوسی!

اے پڑوسی! میں بحیثیت مسلمان صبح وشام تمہیں اپنے گھر سے نکلتے اور داخل ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں اگر چہ کہ اس محلّہ میں میں نووارد (نیا) ہوں لیکن اتنا نیا نہیں کہ کل ہی آ ٹپکا ہوں، میرے اس محلّہ میں منتقل ہوئے دو چار ماہ گزر گئے اس دوران میں نے سینکڑوں مرتبہ تمہیں نماز کیلئے نکلتے ہوئے، سودا سلف لینے کیلئے جاتے ہوئے، دفتر سے واپس ہوتے ہوئے اور اپنے بچوں کو باہر کی سیر کراتے ہوئے دیکھا اور تمہاری نگاہیں بھی مجھ پر پڑتی رہیں، میں نے کئی بار ارادہ کیا کہ تم سے ملاقات کروں اسی غرض سے میں نے سلام بھی کیا تھا اور سلام کے وقت کچھ مسکرایا بھی تھا تم نے میرے سلام کا جواب تو ضرور دیا لیکن میرے مسکرانے کے پیچھے جو ارادے تھے اس کو بھانپنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔

اے پڑوسی! آج میں نے بس ارادہ کو عزم میں بدلا ہے اور تم کو اپنے اس رشتے کی یاد دلانے کی ٹھان لی ہے کہ میں تمہارا پڑوسی ہوں، مجھ پر تمہارے دو حق ہیں، اور تم

پر میرے دوحق ہیں جس خدا کے سامنے تم جھکتے ہو میں بھی اسی خدا کے سامنے جھکتا ہوں، اس نے مجھ پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ میں تم سے اچھا سلوک کروں اور جس نبی ﷺ کے تم امتی ہو میں بھی اسی نبی ﷺ کا امتی ہوں اور اس نبی ﷺ نے مجھے اس ذمہ داری سے آگاہ کیا ہے کہ جو مسلمان پڑوسی ہوتا ہے اسکے دوحق ہوتے ہیں، ایک مسلمان ہونے کا اور ایک پڑوسی ہونے کا اے دوست! آج سے تم میرے لئے اجنبی نہیں ہو اور میں تمہارے لئے اجنبی نہیں ہوں میرے نبی نے مجھے اور تمہیں اجنبی بن کر رہنے سے روکا ہے، اب تم مجھ سے دور نہیں بہت قریب ہو میں بحثیت پڑوسی اور بحثیت مسلمان تمہارا مددگار رہوں گا، میں اپنے گھر کی تعمیر میں اس بات کا لحاظ رکھوں گا کہ میرے گھر کی دیواریں تمہارے گھر میں پہنچنے والی ہوا کو نہ روکیں، میرے گھر کی ہانڈی کی مہک کے بعد ضرور تمہارے ہاں جس چیز کی مہک پہنچتی تھی وہ چیز پہنچے گی، میرے بچوں کے ہاتھوں کے پھل تمہارے بچوں کے دلوں میں مایوسی نہیں پیدا کریں گے، خدا نہ کرے تم بیمار نہ ہوں لیکن اگر خدانخواستہ تم بیمار ہو جاو، تو تم اپنے آپ کو اکیلا نہ محسوس کرنا پڑوس میں تمہارا ایک مسلمان بھائی تمہاری خدمت، عیادت اور خبر گیری کیلئے ہمہ تن تیار ہے میں اگر چہ کہ مالی اعتبار سے ذی حیثیت نہیں ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے جو کچھ دے رکھا ہے اس میں تمہیں حق ہے کہ تم مجھ سے قرض لو میں اپنی طاقت کے بقدر تمہاری اس ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کروں گا، تم ہرگز اس وہم وگمان میں نہ رہنا کہ تمہارے کسی عیب کے ظاہر ہونے پر میں کسی کو بتلا دوں گا۔

یاد رکھنا! تمہارے کسی عیب کو میں اسی طرح چھپاوں گا جس طرح میں اپنے عیب کو چھپانے کی فکر رکھتا ہوں، میرے لئے وہ لمحہ خوشی کا لمحہ ہوگا جب تم اپنی ضرورت کی کوئی چیز مجھ سے مانگو، میں اپنے پروردگار سے یہی دعا کروں گا کہ اے اللہ! میرے پڑوسی جس چیز کو مانگنے والا ہے وہ چیز مانگنے سے پہلے مجھے مہیا فرمادے تاکہ میں اپنے پڑوسی کے سامنے لفظ نہیں کا استعمال نہ کروں، اے پڑوسی! میرے دل میں بار بار یہ باتیں کھٹکتی

ہیں کہ پتہ نہیں دن کے اجالے اور رات کے اندھیرے میں میری اپنی غفلت کی وجہ سے یا میرے اہل وعیال کی تنگ نظری یا کم ظرفی یا نادانی کی وجہ سے تمہیں یا تمہارے اہل وعیال کو کوئی تکلیف پہنچی ہو، وہ گھڑی میرے لئے ندامت اور افسوس کی گھڑی ہوگی جس گھڑی میں یا میرے افراد خاندان تمہارے لئے باعث تکلیف و زحمت بن جائیں۔

اے میرے رشتہ دار!

دنیا میں بہت سی چیزیں اور نعمتیں مانگنے اور سوال کرنے پر ملتی ہیں، محنت وجدت کے بعد ملتی ہیں، ہزاروں تدبیروں کے بعد نصیب ہوتی ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے رشتہ داروں کی جو نعمت عطا کرنے کا دستور بنایا ہے وہ بغیر سوال اور بغیر محنت وکوشش کے بنایا ہے، اسی طرح سینکڑوں نعمتیں پیدا ہونے کے عرصہ بعد ملتی ہیں، ہزاروں نعمتیں جوانی میں نصیب ہوتی ہیں اور موت تک ان نعمتوں کے دیئے جانے کا سلسلہ رہتا ہے، مگر رشتہ دار ہماری پیدائش کے ساتھ ہی ہمیں مل جاتے ہیں۔

اے میرے رشتہ دارو! میری پیدائش کے ساتھ ہی تم میرے دادا بن گئے تمہارے تجربات میرے لئے عظیم سرمایہ ہیں، میرے دنیا میں آتے ہی تم میرے نانا بن گئے تمہاری شفقتیں اور پیار میری خوشیوں کا سامان ہیں، میری زندگی کی پہلی سانس ہی سے تم میرے چچا بن گئے تمہارے لائے ہوئے کھلونوں نے مجھے خوب خوش کیا، اور اب بھی تم میرے لئے ایک محسن کی حیثیت رکھتے ہو اسی وقت سے جب کہ میں ابھی شعور واحساس سے خالی وعاری تھا، اے ماموں جان! تم نے مجھے اپنے گودوں میں لیکر اپنا بنایا تھا اور میری آمد کی خوشیوں میں تم نے مٹھائیاں تقسیم کی تھیں، تم نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے بازاروں کی سیر کروائی تھی۔

میں اپنے کتنے رشتہ داروں کو یاد کروں؟

میں کبھی سوچتا ہوں کہ اگر بالفرض ایک لمحہ کیلئے بھی میں یہ سوچوں کہ میرا کوئی نہیں ہے اس دنیا میں میں اکیلا ہوں، میرا کوئی رشتہ دار نہیں تو وہ میرا فرضی تصور بھی میرے لئے باعث غم وسبب الم ہے، جس رب نے مجھے تم جیسے دادا اور نانا تم جیسے ماموں اور چچا، تم جیسے بہن اور بھائی تم جیسے نانی اور دادی، تم جیسے مامی اور چاچی عطا کئے، میں پل بھر کیلئے بھی تم سب سے کٹ نہیں سکتا، مجھے اسلام کا وہ درس بھی یاد ہے جو میرے لئے خوشخبری سے کم نہیں کہ میرے آقا نے فرمایا جو کوئی یہ چاہے کہ اسکے رزق میں فراخی اور کشادگی ہو اور دنیا میں اسکے آثار قدم تادیر رہیں (یعنی اسکی عمر دراز ہو) تو وہ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

اے میرے رشتہ دارو! تم میرے لئے بوجھ نہیں ہو بلکہ تم میرے رزق کا وسیلہ ہو، اور میری عمر کی درازی کا سبب ہو، میرا تم سے کٹ جانا میرے رزق کی برکت کو ختم کرنا ہے ،اور میری عمر کی مدت کو گھٹانا ہے، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھ سے کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو جائے جو تم سے کٹنے کا باعث ہو اسلئے کہ اگر میں تم سے کٹ جاؤں تو گویا میں جنت سے ہٹ جاوں گا، میرے آقا نے مجھے یہی بتایا ہے لا یدخل الجنة قاطع (بخاری و مسلم)۔

کہ رشتہ داروں اور اہل قرابت کے ساتھ برا سلوک کرنے والا جنت میں نہ جا سکے گا، میں بحیثیت مسلمان اس حقیقت کی تجدید کر لینا چاہتا ہوں کہ میں تمہارا رشتہ دار ہوں، میں اقرب (سب سے زیادہ قریب) ہوں عقرب (بچھو) نہیں ہوں، اگر تم مجھ سے کٹو گے تو یاد رکھو میں تم سے کٹنے کی کوشش نہیں کروں گا، میرا مذہب مجھے یہی کہتا ہے کہ صل من قطعک جو تجھ سے کٹ جائے تو اس سے مل جا۔

تم میرے بھائی ہو!

میرے مسلمان بھائی! میری فکراورسوچ دوسرے انسانوں کی فکروسوچ سے بالکل مختلف ہے، ایک عام انسان دوسرے انسان کواپنا نہیں سمجھتا وہ دل میں یہی خیال رکھتا ہے کہ میراایک عام انسان سے کوئی رشتہ نہیں ہے،مگرمیں اس سطح کاانسان نہیں ہوں، مجھے میرے مذہب نےفکرکی اونچی سطح پر کھڑا کیاہے،تم نہ میرے خاندان سے تعلق رکھتے ہونہ میرے قبیلہ سے، نہ تم میری برادری کے ہونہ ہی میرے کنبہ کے،تم نہ میرے رشتہ دارہونہ پڑوسی،تم نہ میرے دوست ہونہ ماتحت،لیکن ان سب حقیقتوں کے باوجودتم میرے بھائی ہواسلئے کہ تم جس رب پرایمان رکھتے ہومیں بھی اسی رب پرایمان رکھتا ہوں،تم جس نبی کوآخری نبی تسلیم کرتے ہومیں بھی اسی نبی کوآخری نبی تسلیم کرتا ہوں،تم جس کتاب کورہبرورہنمااور باعث شفاوہدایت سمجھتے ہومیں بھی اس کتاب کوبعینہ یہی سمجھتا ہوں،اس طرح تم میرے لئے اجنبی،غیراورپرایہ نہیں ہوتم میرے بھائی ہو، میرے آقانے میرے اورتمہارے درمیان کی اس دوری کودورکردیااوراجنبیت کوختم کردیاہے کہ المسلم اخوا المسلم،مسلمان مسلمان کا بھائی ہے،میں اپنے اس بھائی کوبھی بھائی ہی کہوں گاجومیرے باپ کی اولادہے،اورتمہیں بھی اپنا بھائی کہوں گا،مجھ میں اتنی جرات نہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اس فیصلہ کے بعد(کہ تم میرے بھائی ہو) یہ کہوں کہ تم میرے بھائی نہیں ہو،میرے دل ودماغ میں مہاجروانصار کے ایثارکی وہ جھلکیاں موجود ہیں جن کے درمیان بھائی بھائی کارشتہ میرے پیارے آقا ﷺ نے قائم کیا تھا، میرا بحیثیت مسلمان یہ ایقان وایمان ہے کہ سارے مومن ایک شخص کے مختلف اعضاء کی طرح ہیں،اگراسکی آنکھ دکھے تواسکا ساراجسم تکلیف میں دکھ محسوس کرتا ہے(مسلم) مجھے افسوس ہوتا ہے جب کبھی میں اپنے اندریہ کمزوری محسوس کرتا ہوں کہ اپنا کوئی بھائی کسی دکھ میں مبتلا ہوتاہے اوراسکی خبر مجھے ملتی ہے اورمیرے دل ودماغ پرکوئی فرق نہیں پڑتا پھرتومیں

یہ فیصلہ کرنے پرمجبور ہوجاتا ہوں کہ میرا ضمیر شاید مرگیا ہے یا اس پرسکرات طاری ہے،اب میں اسی پروردگار کو پکارتا ہوں جو مردوں کو زندہ کرتا ہے کہ اے رب! اس مردہ ضمیر کو پہلے زندہ کردے، اس مردہ ضمیر کے ساتھ جینا بھی کیا جینا ہے،اس ضمیر کی موت دراصل میری اپنی موت ہے۔

میرے مسلمان بھائی!

میں جب تمہیں اور تم جیسے اور مجھ جیسے سارے مسلمانوں کو دیکھتا ہوں تو میرے ذہن میں ایک عمارت ذہن میں آتی ہے،جس طرح کئی دروازوں،کئی کھڑکیوں،کئی فرشوں اور کئی چھتوں پرمشتمل ایک عالی شان کئی منزلہ عمارت ہوتی ہے اسی طرح ہم سب کے سب مسلمانوں کی مثال ہے،ایک عمارت میں لاکھوں اینٹیں ہوتی ہیں اور عمارت کی ہر اینٹ اپنے اندر اہمیت رکھتی ہے،اور ہر اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوطی سے پکڑے اور جکڑے ہوئے ہے،میرے آقا ﷺ نے سچ فرمایا عن ابی موسیٰؓ عن النبیؐ قال المومن للمومن کالبنیان یشد بعضه بعضا۔ الخ (بخاری ومسلم)

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے تعلق ایک مضبوط عمارت کا سا ہے اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔

میرے نزدیک بڑے اور چھوٹے کا مقام

یہ قدرت کا نظام ہے کہ یہاں دنیا کے سارے ہی انسان چھوٹے یا دنیا کے سارے ہی انسان بڑے نہیں ہوتے ہیں، یہاں کوئی بڑا ہوتا ہے تو کوئی چھوٹا ہوتا ہے،کوئی مال ودولت میں بڑا تو کوئی علم وفضل میں بڑا،کوئی تجارت وزراعت میں بڑا تو کوئی صنعت وحرفت میں بڑا،کوئی عزت وشہرت میں بڑا تو کوئی ہنر اورفن میں بڑا،کوئی سیاسی میدان

میں بڑا تو کوئی قوت وطاقت میں بڑا ہوتا ہے،کوئی عہدہ اورکرسی میں بڑاتو کوئی رتبہ اورشرف میں بڑا،کوئی رشتہ میں بڑا تو کوئی عمر کے اعتبار سے بڑا ہوتا ہے،اس طرح ایک انسان کا سامنا کبھی بڑے سے ہوتا ہے تو کبھی چھوٹے سے سابقہ پڑتا ہے،اب بحیثیت مسلمان مجھے یہ سوچنا ہے کہ جب میرا سامنا بڑے سے ہوتو مجھے اسکے ساتھ کس قسم کا رویہ اختیار کرنا چاہئے اوراسی کے ساتھ ساتھ جب میرا سابقہ کسی چھوٹے سے ہوتو مجھے اس سے کس قسم کا برتاؤ کرنا چاہئے میرے مذہب نے مجھے یہ تعلیم دی ہے کہ عن عبداللّٰہ بن عمروؓ قال قال النبیؐ من لم یرحم صغیرنا ولم یعرف حق کبیرنا فلیس منا (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے کا حق نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں۔

وعن انس بن مالکؓ قال قال النبی ﷺ لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشادفرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے کی توقیر وتعظیم نہ کرے۔

اے وہ شخص جس نے مجھ سے زیادہ عمر پائی اور رتبہ اور رشتہ میں اللہ نے تجھے فوقیت وفضیلت عطا کی میں تجھ کو دیکھتا ہوں تو میرے ذہن میں یہی خیال آتا ہے کہ میری زندگی سے تیری زندگی نے تجاوز کیا ہے تو اس طویل زمانہ میں تو نے مجھ سے زیادہ نیک اعمال مجھ سے زیادہ اللہ اور اسکے بندوں کے حقوق ادا کئے ہیں،مجھ سے زیادہ آخرت کا توشہ تو نے تیار کیا ہے، میں دل کی گہرائی سے اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہوں کہ تیری عظمت میرے سینے میں محفوظ ہے، تیرا مقام اور مرتبہ میرے دل ودماغ میں پیوست ہے، میں جب بھی تجھے دیکھوں گا عظمت واحترام کی نگاہوں سے دیکھوں گا،میں ایک مسلمان

ہونے کی حیثیت سے جب بھی تجھے دیکھوں گا حقارت وتوہین کا تصور نہ میرے ذہن میں رہیگا اور نہ دل میں رہیگا، اور اے وہ شخص جس نے مجھ سے کم عمر پائی اور رشتہ میں اتفاق سے مجھ سے چھوٹا ہے، تو اگر چہ کہ عمر میں مجھ سے چھوٹا ہے اور رتبہ میں میں تجھ سے بڑا ہوں لیکن میں تجھ کو رحم ومحبت کی نگاہ سے اسلئے دیکھتا ہوں کہ جتنے گناہ میں نے کئے ہیں تجھے تیری کم عمری نے اتنے گناہوں کے مواقع نہیں دیئے ہیں، تو اس اعتبار سے شفقت محبت اور کرم کے لائق ہے کہ گناہوں کا بوجھ تیرے اوپر مجھ سے کم ہے، تیرا چھوٹا ہونا مجھ سے کم تر ہونے کی دلیل نہیں ہے، ہر بڑی چیز کا بہتر ہونا ضروری نہیں، ہاتھی بڑا ہے مگر حرام ہے بکری چھوٹی ہے مگر حلال ہے۔

جب مجلس سے تم چلے جاؤ

میں نے بحیثیت مسلمان اتنا احساس اور شعور تو اپنے اندر پیدا کرلیا ہے کہ جب کوئی کسی مجلس میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ بہت دیر بیٹھنے کے بعد سب ساتھیوں کو چھوڑ کر تنہا وہاں سے فی امان اللّٰہ کہہ کر نکلتا ہے اسکے دل میں ایک سوال ابھرتا ہے کہ میرے اس مجلس سے چلے جانے کے بعد فلاں میرے بارے میں کیا کہے گا، فلاں میرے اخلاق وکردار کی کس طرح منظر کشی کرے گا، فلاں میرے عیبوں کو کس طرح فاش کرے گا اور فلاں میری کس طرح غیبت کرے گا؟ طبعی طور پر ایسے آدمی کے دل میں طرح طرح کے خیالات آتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو اہل مجلس کے نگاہ میں غیر محفوظ سمجھتا ہے، بعض مرتبہ اس شخص کو اپنے اہل مجلس دوستوں کے بارے میں صرف شک ہوتا ہے کہ وہ میرے بارے میں کچھ ایسی باتیں بیان کریں گے جو میرے خلاف ہوں گے، بعض مرتبہ اس شخص کو یقین ہوتا ہے کہ وہ ضرور اسکی برائی بیان کرینگے، اسکے عیبوں کو اچھالینگے، اسکا مذاق اڑائیں گے اسکے خلاف محاذ قائم کریں گے، اسکی تحقیر وتذلیل میں پر تکلف جملے کہیں گے، وغیرہ وغیرہ۔

مگر محفل ومجلس سے تنہا رخصت ہونے والے اے میرے دوست! میں بحیثیت

مسلمان تمہیں اس بات کا یقین دوں گا اور بغیر کسی نفاق کے سچائی کے ساتھ اس حقیقت کو تمہارے کانوں کے ذریعے تمہارے دل تک پہنچاؤں گا کہ میں تمہاری آبرو کا محافظ ہوں تمہارے خلاف تمہارے غائبانہ میں کوئی جملہ نہیں نکالوں گا بلکہ اے دوست! تمہارے خصائل حمیدہ اور اوصاف جمیلہ کے بارے میں زیادہ نہ سہی حقیقت پر مبنی چند باتیں تو اہل مجلس کو بتا دوں تا کہ تمہارے بارے میں جو غلط فہمی انکے دلوں میں ہے اسکا ازالہ ہو جائے تم پر کوئی الزم لگا رہا ہو تو میں اس الزام کا دفاع بحسن وخوبی کروں گا، تمہاری برائیوں کے بیان کرنے کے سلسلہ کو منقطع کرنے کی غیر محسوس کوشش کروں گا، تمہارے اچھے خیالات کی اپنی زبان میں ترجمانی کرنے کی حتی المقدور تدبیر کروں گا۔

اے میرے دوست! اگر میں نے تمہارے خلاف اٹھنے والی باتوں کو تمہارے غائبانہ میں سن کر خاموشی اختیار کر لی یا تمہاری تائید کے بجائے اہل مجلس کی تائید کی تو پھر میں خود اپنے آپ پر یہ الزام دوں گا کہ میں نے تم سے غداری کی ہے جسکی سزا دینے کا تمہیں پورا پورا حق ہوگا۔

تمہاری بھوک نے کیا دیا؟

اس دنیا میں قدرت نے ہی نظام قائم کیا ہے کہ کوئی محل میں قالین ومخمل کے بستروں پر سوتا ہے تو کوئی تنور کے قریب مٹی پر آرام کرتا ہے، کوئی شاہی دسترخوان پر لذیذ ترین کھانوں کا لطف لیتا ہے تو کسی کے ہاتھ میں سوکھی روٹی ہوتی ہے لیکن اس سوکھی روٹی کے ساتھ کوئی ایک سالن بھی نہیں ہوتا، کوئی پیٹ بھر کھاتا ہے تو کوئی بھوکا ہی سوجاتا ہے۔

بحیثیت مسلمان میری توجہ کا مرکز وہ انسان نہیں جو محل کے زیر سایہ جی رہا ہے، وہ مالدار نہیں جسکے سامنے شاہی دسترخوان بچھا ہوا ہے بلکہ میرے اسلام نے میری توجہ کا مرکز اس شخص کو بنایا ہے جو آج بھوک و پیاس کی حالت میں کسمپرسی کے عالم میں پڑا ہوا

تلملا رہا ہے،سینکڑوں انسان اس بھوکے شخص پر سے گزرتے ہوں گے لیکن میں ان سینکروں انسانوں کی طرح اس بھوکے شخص کو اسی حالت میں دیکھ کر اس سے گزر نہیں سکتا، کیوں؟ اسلئے کہ مجھے معلوم ہے کہ اس بھوکے شخص کے پیچھے میرے رب کا وجود ہے اسی لئے تو میرے آقا نے میرے رب کی اس آواز کو اپنی زبان سے یوں بیان کیا تھا کہ حضرت ابوہریرۃؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بندہ سے پوچھے گا کہ اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی؟ بندہ عرض کریگا کہ تو تو دونوں جہانوں کا پروردگار ہے اور ہر بیماری سے پاک ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس بیمار بندہ کی عیادت کرتا تو مجھے (یعنی میری مرضی) اسکے پاس پاتا، پھر اللہ تعالی فرمائے گا اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا؟ بندہ عرض کرے گا کہ اے میرے اللہ میں تجھے کس طرح کھانا کھلاتا تو تو دونوں جہانوں کا پروردگار ہے اور کسی غیر کا محتاج نہیں اللہ فرمائے گا کیا تجھے یاد نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندہ نے کھانا مانگا تھا اور تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اسے یعنی اسکے ثواب کو میرے پاس پاتا؟ پھر اللہ تعالی فرمائے گا،اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے مجھے پانی نہیں پلایا بندہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار میں! تجھے کس طرح پانی پلاتا تو تو دونوں جہانوں کا پروردگار ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا اور تو نے اسے پانی نہیں پلایا کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اسے پانی پلاتا تو اسے میرے پاس پاتا۔

اے بھوکے اور پیاسے شخص! میری ذمہ داری تھی کہ میں تیری بھوک اور پیاس کی تحقیق خود کرتا لیکن تو خود میرے پاس آیا ہے تو نے میرا کام کر دیا ہے تیرا آنا میرے لئے بوجھ نہیں ہے بلکہ تو نے اپنی آمد سے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ تو میرے پروردگار کی نزدیکی اور آخرت کی ترقی کا ذریعہ ہے۔اے بھوکے شخص! تیری بھوک کو مٹانا اور

سیراب کرنا، تیری پیاس کی تکلیف کو دور کرنا اور تجھے مطمئن کرنا میرے مومن ومسلمان ہونے کی علامت ہے ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیما واسیرا کہ مومن ومسلمان کی علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسکینوں یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

میں تجھے نہیں جھڑکوں گا

میں بحیثیت مسلمان یہ سوچتا ہوں کہ جب تو میرے دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے اور اللہ کے نام پر کھانا یا روپیہ مانگتا ہے تو تیرا یہ کھٹکھٹانا اور مانگنا میرے لئے بوجھ نہیں ہے اگر تو واقعی معذور ومجبور ہے، واقعی پریشان وحیران ہے، واقعی روٹی اور کپڑے کا محتاج ہے، واقعی بھوکا اور پیاسا ہے، واقعی مفلوج وکمزور ہے، واقعی معذور ومفلوک الحال ہے، واقع اندھا اور لنگڑا ہے پھر تو میرے رب نے میرے دروازے پر تجھے بھیجا ہے۔ تو میرے لئے بوجھ یا زحمت نہیں بلکہ رحمت ہے، تجھے دینا میرے مال کی قلت کا ذریعہ نہیں بلکہ برکت کا سبب ہے تجھ پر صدقہ کرنا میرے لئے باعث زیادتی مال بھی ہے اور سبب اجر وثواب بھی، اے فقیر ومسکین! جب تو میرے دروازے پر آتا ہے اور اللہ کے نام پر مانگتا ہے تو میں تجھے نہیں دیکھتا ہوں بلکہ تیری آواز کے پیچھے میرے پروردگار کے احکام کو دیکھتا ہوں، تیری صدا کے پیچھے میرے آقا کی نعمتوں کی بارش کو دیکھتا ہوں، جب تو مجھے پکارتا ہے تو مجھے یاد آتا ہے کہ میں بھی فقیر ہوں انتم الفقراء ونحن الاغنیاء، غنی اور بے نیاز تو اللہ ہے میں تو فقیر اور محتاج ہوں، جس طرح تو نے مجھ سے مانگا ہے تیرا مجھ سے مانگنا مجھے یاد دلاتا ہے کہ میں بھی ایک بھکاری ہوں اس پاک رب کا جسکے پاس زمین اور آسمان کے خزانے ہیں، میں تیری صدا اور پکار پر ہرگز ہرگز تجھے ڈانٹنے کی ہمت اپنے اندر نہیں رکھتا اس لئے کہ میرے پروردگار نے یہ قانون نافذ کر دیا ہے کہ واما السائل فلا تنہر کہ مانگنے والوں کو جھڑکنا نہیں چاہیئے۔

میں تمہارے لئے وہی چاہتا ہوں

ہرانسان فطری اورطبعی طور پراپنی حفاظت اوراپنی ترقی اوراپنافائدہ چاہتا ہے، ہرانسان یہ چاہتاہے کہ لوگوں میں وہ باعزت رہے، تجارت میں اسے ترقی ہو، علوم وفنون کا وہ شہسوار بن جائے، صنعت وحرفت میں اسکوکمال حاصل ہو، ہرانسان کی طرح میری فطرت اور طبیعت بھی یہی ہے کہ میں اپنے لئے خیر، نفع، تندرستی، عزت، مال، اولاد، راحت، اطمینان، چین، خوشی اور ہرطرح کی بھلائیاں چاہتاہوں، اے میرے مومن ومسلمان بھائی! لیکن ان ساری چیزوں کی چاہت کاصرف اپنے لئے ہی میں طلبگار نہیں ہوں بلکہ جہاں میں ان ساری چیزوں کواپنے لئے چاہتا ہوں وہیں ان ساری چیزوں کومیں تمہارے لئے بھی چاہتا ہوں، یہ ہونہیں سکتاکہ میں اپنے لئے خیر چاہوں اورتمہارے لئے شر، اپنے لئے نفع چاہوں تمہارے لئے نقصان، اپنے لئے عمدہ چیز چاہوں تمہارے لئے گھٹیا چیز، میں اپنے لئے تازہ چیز چاہوں اورتمہارے لئے باسی اورخراب، میں اپنے لئے تندرستی چاہوں اورتمہارے لئے بیماری، میں اپنے لئے عزت چاہوں اورتمہارے لئے ذلت، میں اپنے لئے مالداری چاہوں اورتمہارے لئے غریبی، میں اپنے لئے اولاد چاہوں اورتمہارے لئے اولاد سے محرومی، میں اپنے لئے آرام وراحت چاہوں اورتمہارے لئے تکلیف ومحنت، میں اپنے لئے امن وسکون چاہوں اورتمہارے لئے پریشانی اورفساد، میں سب کی نگاہ میں محبوب بن جاؤں اورتم سب کی نگاہوں میں مبغوض اورناپسندیدہ ہوجاؤ، میں اپنے لئے خوشی اورمسرت چاہوں اور تمہارے لئے غم والم، میں اپنے لئے سکھ چاہوں اورتمہارے لئے دکھ۔نہیں ہرگزنہیں۔میں ہرگز ایسانہیں کرسکتا۔

اے مسلمان بھائی! یہ ہونہیں سکتا، اگرمیں نے ساری بھلائیوں اورخوبیوں کواپنے لئے اورساری خرابیوں اوربرائیوں کوتمہارے لئے چاہاتو بحیثیت مسلمان مجھے یہ بھی

تو یادرکھنا ہے کہ میں ایسی صورت میں سچا مومن بھی تو نہیں بن سکتا، میرے مذہب کے معلم اعظمؐ نے مجھے یہی تعلیم دی۔

عن انسؓ قال قال رسول اللهﷺ والذی نفسی بیده لا یؤمن عبدحتی یحب لاخیه مایحب لنفسه (بخاری ومسلم) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے کوئی بندہ سچا مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کیلئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہو۔

جو مسلمان اس صفت سے محروم ہے وہ ایمان کی حقیقت سے محروم ہے۔

تم میرا آئینہ ہو!

اے میرے مسلمان بھائی! تم نے دنیا میں چھوٹی بڑی، اہم غیر اہم، مفید اور غیر مفید، معمولی اور غیر معمولی ہر قسم کی چیزیں دیکھی ہیں، لیکن میں تمہاری نگاہ ایک چھوٹی سی چیز کی طرف لیجاؤں گا جو دیکھنے میں معمولی مگر ہم سب کو سبق دینے میں غیر معمولی ہے، وہ آئینہ ہے جس میں تم روزانہ اپنا چہرہ دیکھتے ہو، تم بھی میرے لئے آئینہ ہو، جس طرح آئینہ اسکے دیکھنے والے کو اسکے چہرے کے ہر داغ اور دھبہ اور ہر بدنما نشان سے مطلع کرتا ہے اسی طرح تم بھی میری نگاہ میں آئینہ کی طرح ہو، میرے آقا نے مجھے یہی حکم دیا ہے کہ اے مسلمان بھائی! میں تم کو اپنا آئینہ تصور کروں، تم میرے لئے آئینہ ہو، اور میں تمہارے لئے آئینہ ہوں، آج مجھے اور تمہیں اسی پیغام کو پیش نظر رکھ کر آپس میں معاملہ کرنا ہے،

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ المومن مراة المومن والمومن اخوالمومن یکف عنه ضیعته، ویحوطه من وراء ه۔(ابوداود وترمذی)

ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے اسکے ضرر کو اس سے دفع کرتا ہے اور اسکے پیچھے سے اس کی پاسبانی ونگرانی کرتا ہے، آئینہ جس صفائی کے ساتھ ہمارے عیبوں کو سامنے ظاہر کردیتا ہے اے بھائی! جو بھی کمی، غلطی اور کوتاہی میں تمہاری دیکھوں گا تمہارے سامنے بیان کروں گا، میں آئینہ کی طرح تمہارے سامنے ہی کہوں گا جو تم میں خرابی پاوں گا اور تمہیں حق ہے کہ تم بھی میری خامیوں کو اسی وقت بیان کردو جب میں تمہارے سامنے ہوں، تم نے آئینہ کو کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ وہ غائب آدمی کے چہرہ کے داغ دھبوں کو بتلائے، اے مسلمان بھائی! جس طرح تم آئینہ کو دیکھتے ہو، تمہیں داغ دھبے تو آئینہ میں نظر آتے ہیں مگر تم اس داغ کو اپنے چہرے سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہو، اسی طرح کسی بھی مسلمان سے تمہارا آمنا سامنا ہو تو تمہیں اس مسلمان کو دیکھنے کے بعد اس میں کوئی عیب محسوس ہو تو پہلے تمہیں یہ دیکھنا ہے کہ وہ آئینہ ہے اس قسم کا عیب مجھ میں ہے یا نہیں؟ اگر مجھ میں وہ عیب ہے تو میں سب سے پہلے اس عیب کو اپنے اندر سے نکالنے کی کوشش کروں گا، آئینہ کی سچائی اور صاف گوئی نے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں اسی کے اوصاف کو اپنی زندگی میں اختیار کرلوں۔

میں امن کا پیامبر ہوں!

مجھے میرے مذہب نے یہی تعلیم دی ہے کہ میں بحیثیت مسلمان ساری دنیا کیلئے امن وسلامتی کا پیغام دوں اور ایسے اسباب اختیار کروں جس سے دنیا کا ہر امیر وغریب امن وسلامتی کے ساتھ زندگی کی سانسیں لینے لگے، مجھے میرے مذہب نے دہشت گرد نہیں بنایا، میں اپنے مذہب کے لئے اپنی جان تک دے سکتا ہوں، میں اپنے مذہب کے

لئے جنگ و جہاد بھی کرسکتا ہوں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میں جنگ و جہاد کے میدان میں ظلم کروں گا، میں ظلم و بربریت کا قائل نہیں ، میں میرے حق کے لئے لڑسکتا ہوں لیکن کسی کے حق کو چھین لینے، کسی کی خوشی کو غم میں بدلنے، کسی کی خواہ مخواہ خونریزی کرنے کا جذبہ میں اپنے اندر نہیں رکھتا، فتح مکہ سے مجھے یہی سبق ملا ہے کہ الیوم یوم الملحمہ آج خونریزی کا دن ہے کہنے والے صحابی کے جواب میں میرے آقا نے یہی کہا الیوم یوم المرحمۃ آج خون بہانے کا نہیں بلکہ ایک دوسرے پر رحم وکرم کی بارش برسانے کا دن ہے، میں فساد کی آگ بن کر اے مسلمان! تمہارے دل ودماغ کو نہیں جلاوں گا، میں قتل وغارت گری کا بادل بنکر تمہاری آنکھوں کو مجروح نہیں کروں گا۔ میں ناحق قتل کرنے والے کی گردن تو پکڑ سکتا ہوں لیکن خودکسی کا ناحق قتل کرنے کی ہمت اس وجہ سے نہیں رکھتا کہ میرے مذہب نے مجھے اس ناپاک گناہ سے روکا ہے۔

بحمداللہ تعالیٰ